

گھنٹہ رہا

محمد عارف قادری



دارالاشاعت

بِحَسْنَةِ دُنْسَا

محمد عارف قادری

المکینہ صاریحاً الشاعر

یوسف مارکیٹ، غزیٰ سڑیت، ۳۸۔ اردو بازار، لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتابہ: بخت رسا (نقیۃ مجموعہ)

شاعر: محمد عارف قادری

انساعت اول: ربیع الاول 1429ھ (ماрچ 2008ء)

کمپیوٹر نام: محمد آصف قادری 0302-5126412

نہشیں: ارشد علی ارشد 0333-2233663

سرودہ: محمد اشfaq قریشی

تصویر:

راہنماء: محمد عارف قادری، 4۔ انج 435 داہ کینٹ

0300-5206758 / 0345-5616872

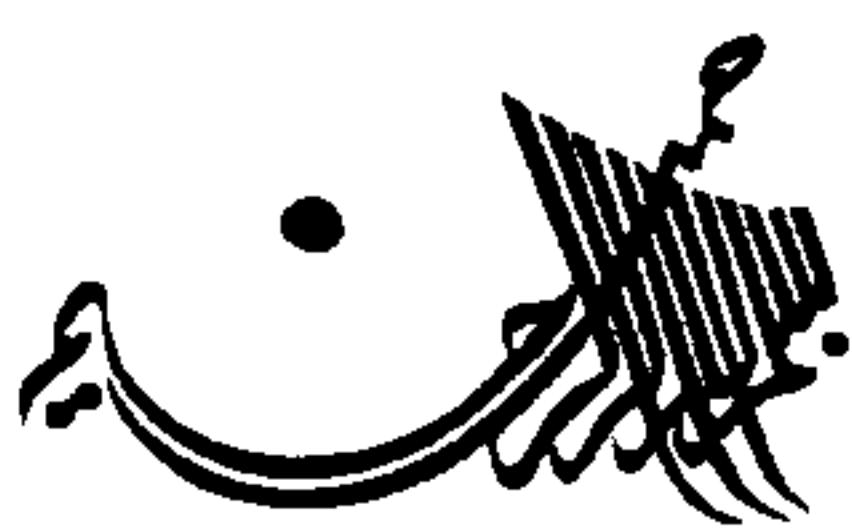
تفصیل کتبہ کنندگان: مکتبہ قیضان سنت میلاد چوک داہ کینٹ

غوشیہ کتب خانہ فواب آباد داہ کینٹ

ضیاء الدین پبلی کیشنز کھار اور کراچی

اقریب کار پوریشن تجخیج روڈ لاہور

مکتبہ غیا سیہ بوہڑ بازار راول پنڈی



Marfat.com

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
الَّذِي أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ الْجَيْبُ الْعَالِي الْقَدِيرُ الْعَظِيمُ
الْجَاهِدُ وَعَلَى اللَّهِ وَحْدَهُ وَسَلِّمْ

عشقِ رسول ﷺ میں
ترپنے والے دلوں کے نام

ان کے بدھت نگاروں میں عارف بھی ہے
دیکھیے اس کا بخت در دیکھیے!

فہرست

13	(عثمان ناعم)	نوائے سروش☆
19	(سید صبیح رحمانی)	تعلق☆
21	معطر معطر ہوائے مدینہ (ڈاکٹر روف امیر)	☆
30	(ستقیم خاں ستقیم)	سعادتِ خاص☆
31	(سید منظور الکونین)	ولمو اسلامیما☆
33	(عارف سیما بی)	حسن عقیدت☆
37		حرف پاس☆
39		تجھی کو ہر بڑائی اے خدا ہے☆
41		یارب سکون قلب کا سامان چاہیے☆
43		شہنشاہ دو عالم سید لولاک کا صدقہ☆
45		اے خدا اپنی رضا میر امقدار کر دے☆
47		قطعات☆

55	اے شاہ خوش خصال تجھے دیکھنے کے بعد☆
57	رونقِ بزمِ کائنات حضور☆
59	دو جگ کا سردار مدینے والا ہے☆
61	نگاہوں میں ہر دم سائے مدینہ☆
63	ایسا لگتا ہے کہ ہیں نور کے دھارے سارے☆
65	لب پر ہمارے نام تمہارا ہے اور بس☆
67	نبی ہیں مقتدی سارے، امامت ہوتا یہی ہو☆
69	آن میں، شان میں، شوکت میں اضافہ ہو گا☆
71	ہو گیا ہونٹوں پپ تیرا ذکر جاری واہ وا☆
73	کتنی پُر کیف زندگانی ہے☆
75	کھوئے ہونئے سرکار کی الگت عیسیٰ رہیں گے☆
77	حبیبِ خدا کی شنا اللہ اللہ☆
79	خُلد کا حق دار ہونا چاہیے☆
81	رنگینی طیبہ پر فدائُ خُسن ارم ہے☆
83	اے کاشمان کے شہر کو جانا نصیب ہو☆
85	کس قدر مجھ پر خداۓ پاک کا اکرام ہے☆
87	معدنِ فیض کہیں، منبع برکات کہیں☆
89	وجہ وقار، باعثِ عزت حضور ہیں☆
91	کونیں میں کونیں کا مختار بہت ہے☆
93	اے شہِ ابرار! رحمت کی نظر☆
95	احمد و محمود ہیں، پیغمبر وطہ آپ ہیں	... ☆
97	دنیا میں اے رنج نہ محشر میں سزا ہے	... ☆

99	یا نبی ایمان میں ایسی حرارت چاہیے☆
101	ہوائے طیبہ چلی ہو تو نعمت ہوتی ہے☆
103	آج محبوب رب العلیٰ آگئے☆
105	رحمتوں کی بات ہونی چاہیے☆
107	میری زبان پر جس گھڑی نام حضور آگیا☆
109	کوئی رنج ہے نہ غم ہے یہ حضور کا کرم ہے☆
111	دنیا میں بھی ساتھ ہے میرے وہ میرا رکھو والا☆
113	برا شرف ہے کہ سرکار سے عقیدت ہے☆
115	مدد حستِ مصطفیٰ کا صلد دیکھیے☆
117	مجھے کیا نار کا کھلا مرے آقا سلامت ہیں☆
118	کہاں تک بھر کے صد مے اٹھاؤں یا رسول اللہ☆
119	بڑی امید بخشش ہے خدا سے☆
121	نہ دنیا والوں کے جور و جفا کی بات کرو☆
123	وظیفہ اسمِ نبی کا زبان پر رکھنا☆
125	کیف وستی سے ہمیں بھر پور جینا مل گیا☆
127	اُس کی قسمت پر فدا راحت جنت ہوگی☆
129	اُن کے آستاں پر سرجھ کا میں گے☆
131	شناۓ احمد مختار کی تاثیر کیا کہنا☆
133	اُس نے مرے رب کی ہرنعمت، ہر فضل کو پا کے دیکھ لیا☆
135	زندگی رنج و مصیبت سے بچالی جائے☆
137	میل گیا مجھ کو سہارا یا نبی☆
139	میں جسینے کا قرینہ چاہتا ہوں☆

141	رب کا بڑا احسان مدینے والا ہے☆
143	آجائے بُلادا کبھی آقاۓ مدینہ☆
144	ترانام ہوں کبھی در دلب تو کبھی در دو سلام ہو☆
145	واہ کیا اوچ شانِ سرور ہے☆
147	فلر دنیا میں نہ آنکھوں کو بھگونا چاہیے☆
149	بڑے ہی کام کا وہ لوگ کام کرتے ہیں☆
151	جس کو مرے نبی کی محبت ہوئی نصیب☆
153	پھر حج کامہینہ ہو☆
155	رسول پاک کی نعمتیں سنانا ہم نہ چھوڑیں گے☆
157	نظر میں چھتی نہیں مارتبا کی صورت☆
159	بڑائے خطاب ہوں، کرم چاہتا ہوں☆
161	سکون دل حضور ہیں، قرارِ جان حضور ہیں☆
163	نبی کی نعمتیں بصدق عقیدت لبوں پاپنے سجائے رکھیے☆
165	اک کرب کا عالم طاری ہے سر کار مدینے بلوالیں☆
167	تجھے ساحبوب کوئی رب نے بنایا ہی نہیں☆
169	کسی بستی میں ملتا ہے نہ دیرانے سے ملتا ہے☆
171	یا نبی میرا مقدر بھی جگانا ہوگا☆
173	بارگاہِ مصطفیٰ کی بات ہی کچھ اور ہے☆
175	روضہ احمد مختار بڑا پیارا ہے☆
177	خود ہی طوفان نے اُسے پارا تارا ہوگا☆
179	دو جگ میں ذیشان ہوئے☆
181	تیری چاہت کو دل وجہ میں بسا کر عارف☆

- 183 اپنے عشق کا سرورِ انبیاء، بختِ خفتہ جگا میں تو کیا بات ہے☆
 185 تمہارا ذکر ہی بھائے توبات بنتی ہے☆
 187 سروکون و مرکاں کی بات ہی کچھ اور ہے☆
 189 سائل کوئی ناکامِ تمنا نہیں جاتا☆
 191 خود کو دنیا کے عذابوں سے نکال آیا ہے☆
 193 ہم پر اللہ کا کتنا ہے کرم دیکھو تو☆
 194 ذہن سے محترمی نعمت نہیں ہو سکتی☆
 195 آپ کا جمال و اہوا☆
 197 محبوب نگر، دل برو دل دار مدینہ☆
 199 اس طرح آئینہ دل کی جلا کرتے رہو☆
 201 کاش طیبیہ نگر گیا ہوتا☆
 203 چھوڑ کر سارا جہاں کوچے میں اُن کے آبسا☆
 205 آپ کے ٹوچے کی پاکیزہ ہواں کو سلام☆
 207 اے شہزادہ دوسرا تم پر لاکھوں سلام☆
 209 تضمین بر سلام امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ☆

بِلَعْنَةِ اللَّهِ
كُشْفُ الدُّجَى بِحَمَالَةٍ
حَسِنَتْ بِسْمِ خَلْقِهِ
صَلَوَاتُهُ وَرَأْيُهُ

نوائے سروش

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی میں نعمت کا آغاز حضرت ابو طالب سے ہوا، پھر بنو جار کے گھرانے کی بچیوں نے آنحضرت ﷺ کی شان میں جو استقبالیہ اشعار پڑھے اور حضرت حمزہ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت علی اور حضرت عائشہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے جو نعمتیہ اشعار منسوب ہیں ان سب کو نعمت کی شروعات قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اسے بطور فن تخلیق نہیں کیا گیا تھا۔ البتہ حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ، حضرت کعب بن زہیرؓ، امام محمد بن سعیدؓ اور امام شرف الدین بوصیریؓ کے ہاں نعمت گوئی باقاعدہ فن کا اعزاز حاصل کر لیتی ہے۔

نعمت نگاری بادی النظر میں آسان اور سہل معلوم ہوتی ہے مگر اس کے فنی اور موضوعاتی پہلوؤں پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے مقتضیات کو مد نظر رکھنا اور لوازمات کو پورا کرنا اتنا آسان نہیں۔ انسان کی طاقت نہیں کہ وہ نعمت کا حق ادا کر سکے، اس کی وسعتوں کی حد صرف خدا ہی جانتا ہے۔ ہم تو آپ ﷺ کے نورِ لطیف کی حدود سے بھی واقف نہیں۔ ہم مکروہاتِ دُنیوی کی کثافتوں میں رہنے والی مخلوق ہیں۔ ہم آپ ﷺ کے نور کا کیا اور اک کریں گے۔ ہم تو بس سیرتِ مطہرہ کے ابلاغ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہاں! اللہ کی رحمت جوش

میں آجائے اور نبی کریم ﷺ کی تظریر عنایت ہو جائے تو بڑی سعادت کی بات ہوگی۔ ایسے ہی
خوش نصیبوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے احمد بن میم قاسی نے کہا ہے
پورے قدسے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

اچھی اور دل پذیر نعمت کہنے کے لیے قرآن و حدیث کے علاوہ لسانی علوم بھی بہت
ضروری ہیں تاکہ لفظی جمالیاتی پہلو سے بھی آگاہی ہو سکے۔ بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھ بیشہ
ہیں کہ لفظی جمالیات کے بغیر جذبے کی بنیاد پر نعمت کی جاسکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عقیدت
کے پہلو بہ پہلو جذبے کی بنیاد پر ہی نعمت کی جاتی ہے مگر لفظی جمالیات و محسن کے بغیر کہی
جائے گی تو وہ وعظ تو ہو جائے گا نعمت نہیں ہوگی۔ نعمت نگاری کے لیے حسان بن ثابتؓ کا
زورِ بیان اور پُرشکوہ طرزِ تحریر، کعب بن زہیر کارنگ و آہنگ، بوصیری کا درد انگیز لہجہ اور فطری
سوza و گداز اور جامیؑ کی سوز و مستی اور عشق کی بیاعلگی درکار ہے۔ ان عناصر کے بغیر نعمت میں
پھیکا پن رہ جائے گا اور نعمت کا اعلیٰ ذوق رکھنے والوں کی روح کی تازگی کا سامان بہمنہ ہو سکے
گا۔ عارف قادری صاحب خود نعمت کے لوازمات کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

ہوائے طیبہ چلی ہو تو نعمت ہوتی ہے
نظر میں ان کی گلی ہو تو نعمت ہوتی ہے
کمال فکر نہ کسپ ہنر کی بات ہے یہ
عطائے ربِ جلی ہو تو نعمت ہوتی ہے
بہارِ گندبِ خضری سے جا رہے مسرور
شگفتہ دل کی کلی ہو تو نعمت ہوتی ہے
فقط زبان سے ہی دعویٰ نہ ہو محبت کا
نمونہ عملی ہو تو نعمت ہوتی ہے
انہی کی یاد انہی کے خیال میں عارف
ہر ایک سانس ڈھلی ہو تو نعمت ہوتی ہے

نعت نگاری تطہیر قلب و ذہن کے لیے بہترین وظیفہ ہے۔ یہ تمہری سیرت میں انسان کی بڑی معاون و مددگار ہے نعت گوئی چوں کہ انسانی ذہن کو ہمہ وقت صورتِ رسول ﷺ اور سیرتِ نبوی ﷺ کی پاکیزہ ہواؤں میں رکھتی ہے اس لیے خود نعت نگار کی اپنی شخصیت کندن کی طرح چمکنے دکنے لگتی ہے۔ نعت نگار سیرت کے گونا گوں پہلوؤں پر نگاہ مرکوز رکھنے کے سبب انہی پہلوؤں کی نکھری نکھری تصویر نظر آنے لگتا ہے اور اس کی شخصیت دل کش اور پرکشش ہو کر نمایاں ہونے لگتی ہے اور اس کا واضح عکس ہمیں عارف قادری صاحب کی ذات میں نظر آتا ہے۔

ع کسب ہنر نہیں یہ مقدر کی بات ہے (نام)

عارف قادری نے مشقِ خن کا آغاز غزلوں اور نظموں سے کیا لیکن سینے میں عشقِ رسول ﷺ کی حقدت رکھتے تھے چنانچہ بہت جلد نعت خوانی کے ساتھ نعت گوئی کی طرف مائل ہوئے اور بڑی روائی سے نعت کہنے لگے۔ اسی ذہن میں ”ایوانِ مدحت“ کی بنیاد ڈالی۔ جس کی وساطت سے نقیہ مشارعوں کا انعقاد اور نقیہ مجموعوں کی تقریب رونما کرنے کے شرف سے فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔

ان کا نقیہ مجموعہ ”بختِ رسا“ اس وقت میرے زیرِ مطالعہ ہے۔ یہ کتاب طرزِ تحریر کے اعتبار سے سہلِ ممتنع کی اعلیٰ مثال ہے۔ اس کتاب کی تمام نقیہ شیفٹگی و شوق اور محبتِ رسول ﷺ کے شدید جذبات کی عکاسی کرتی ہیں۔

جب توحید کا مطلع غبار آلود ہو چکا تھا، حق شناسی اور خدا پرستی پر دہاء خفایاں جا چکی تھی،
کفر و شرک اپنے عروج پر پہنچ چکے تھے، ہر طرف ظلم و جرکی بے رحم آندھیاں چل رہی تھیں،
قتل و غارت انسانی فطرت بن چکی تھی، زیدست لوگ زبردستوں کے ہنجے جبر میں بے کسی
کی سانس لے رہے تھے اور انسانیت زیرِ خنجر کراہ رہی تھی..... ایسے میں مشیت جوش میں آئی
اور رحمتِ عالم ﷺ کا نمود ہوا۔ گلشنِ حیات میں بہار آگئی، سو کھے شجر بر بزر و شاداب ہو گئے،
برگ و شمر کو شباہت ملی، طائرانِ استی زمزمه پرداز ہوئے۔ دیکھیے عارف قادری اس روح پر در

فضا کی عکاسی کس وجد آفریں انداز میں کرتے ہیں۔

جھٹ گئیں سب زمانے کی تاریکیاں
بن کے خورشید خیر الوری آگئے
لُوٹ لور حمتیں، مانگ لو بخششیں
ڈھوم ہے فخر بُو دوسخا آگئے
آگئے بے امانوں کی بن کر آماں
بے نواوں کی بن کر نوا آگئے

ان کی نعمتیں جذب و شوق اور کیف و مستی کی آئینہ دار ہیں۔ ان کی نعمت کا خمیر عقیدت و محبت کے کیف آگیں جذبوں سے اٹھتا ہے۔ مترنم بخروں اور جذبوں کے رچاؤ کی وجہ سے ان کی نعمتیں اشتیاق انگیز جذبات پیدا کرتی ہیں جن میں وجد و کیف کی سرمستی کے علاوہ آپ ﷺ کی فضیلت اور اوصاف حمیدہ کا ذکر کر بڑے کڑوں کے ساتھ ملتا ہے۔ یوں تو ان کی تمام نعمتیں عقیدت و احترام سے لبریز ہیں مگر اس شعر میں چاشنی کچھ اور ہی ہے۔ ملاحظہ کیجیے

فقط آپ ہی کو صدائوں مسلسل کوئی اور غم کا نہ چارہ کروں میں!

آپ ﷺ کا ذکر خدا کا ذکر اور آپ ﷺ کی محبت خدا کی محبت ہے۔ جب عارف قادری اس منزل سے ہمکنار ہوتے ہیں تو یوں گویا ہوتے ہیں۔

یہیں سے ہم نے پائی دوستونیا بھی عقیبی بھی

صیپ کبریا کا آستانہ ہم نہ چھوڑیں گے

جمالی خدا کا ہے عکسِ متور

نبی کا رُخ والضھی اللہ اللہ!

بے مثل و مثال ہیں مولا!

ان کا ہمسرنہ کوئی ثانی ہے

وہ کون سادل ہے جس میں چاہنے اور چاہے جانے کی آرزو پوشیدہ نہیں۔ یہ تو سنت ایزدی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں عارف قادری بھی اپنے دل میں ایک عظیم آرزو پوشیدہ رکھتے ہیں اور وہ آرزو ہے تاج ورلولاک لَمَا کی آرزو، چنانچہ وہ اپنی اس آرزو کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دائی راحت کی خاطر آپ کا

سایہ دیوار ہوتا چاہیے

آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سراپا رحمت و رافت ہے۔ آپ ﷺ اپنے پرانے بھی کے غنووارِ عمگار تھے۔ آپ ﷺ کے دراقدس سے کبھی کوئی مایوس نہیں لوٹا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ تقسیم کرنے والی جب ایسی ذاتِ با برکات موجود ہو تو کوئی دامن طلب کیوں نہ پھیلائے۔ دیکھیے عارف قادری اپنا دامن طلب پھیلا کر کس طرح استغاثۃ پیش کرتے ہیں:

ختم اب تو اے انہیں بے کساں

تلخیٰ حالات ہونی چاہیے

ہوں گرِ قاتِ مصائب یا نبی

اے مرے غم خوار رحمت کی نظر!

آخر میں امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلام پر عارف قادری کی تضمین پر نہایت مختصر تبرہ کرنا چاہوں گا۔ امام موصوف کا یہ سلام غزل کی ہیئت میں ہے جسے عارف قادری نے مخمس کی شکل میں تضمین کیا ہے اور خوب کیا ہے۔ میں اسے امام موصوف کے چمنستان سلام کی دہ بہار بے خزاں کہوں گا جس نے زمزد پرمولی ٹائکنے کا کام کیا ہے۔ عارف قادری نے اپنی سعیِ مطہرہ سے اس سلام میں ایسی تاثیر پیدا کر دی ہے کہ روحِ عاشقان سرشار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

میں اپنے مضمون کو اس اعتراف کے ساتھ ختم کرنا چاہوں گا کہ عارف قادری کی

نعتوں میں فتنی پنجگی اور عشقِ رسول ﷺ کی حدت جا بجا پائی جاتی ہے۔ ان کے کلام میں جذب و شوق کی فراوانی اور کیف و سرور کی لذت نمایاں ہے۔ حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے والہانہ محبت ان کی نعتوں کا اہم جزو ہے۔ اس کے علاوہ صدق و اخلاص ان کی نعتوں کا وہ جوہر ہے جو قارئین پر اشتقاق انگیز جذبات طاری کرتا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ وہ اسوہ حضور ﷺ کے ہمہ گیر پہلوؤں کی طرف مزید توجہ دیں گے اور سیرت نبوی ﷺ کے تہذیبی اور عمرانی حوالوں کو بھی اپنا موضوع بنائیں گے۔

دعا گو ہوں کہ نعت نگاری میں ان کے لمحے کی رعنائی ہمیشہ معطر رہے۔

آمین بحرمت سید المرسلین!

خاکسار

عثمان ناعم

واہ کینٹ

تعلق

میں عارف قادری سے پہلی بار ملا مگر ان کے اور میرے درمیان کوئی اجنبیت حاصل نہیں تھی۔ وہ کچھ دیر میرے پاس بیٹھے۔ مجھے اپنے بارے میں بتایا اور اپنے کلام کا مسودہ بھی عطا کیا۔ ان کے جانے کے بعد میں سوچتا رہا کہ پہلی بار ملنے پر بھی ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لیے اجنبی نہیں ہیں۔

ان کے کلام کے مسودے کو دیکھنے کے بعد یہ احساس مزید گھرا ہوتا گیا اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ہم ایک ہی راستے کے مسافر اور ایک ہی منزل کے راہی ہیں پھر اجنبیت کیسی، یہ راستہ اور یہ منزل تو خود تعلق قائم کرتی ہے۔

عارف قادری کو بھی مداحی حضور ﷺ کا شرف حاصل ہے اور میں بھی ایسے ہی غلاموں کی آخری صفائح میں شامل ہونے کی خوشگمانی میں مبتلا ہوں۔ انہوں نے بھی نعمت خوانی سے نعمت گوئی کا سفر اختیار کیا ہے اور میرا کارروائی عقیدت بھی انہی منازل سے گزر رہے۔ انہوں نے بھی نعمت گوئی کے ذریعے تو شہزادت آخرين جمع کرنے کی راہ نکالی ہے اور میں بھی اسی امید پر سانسیں گن رہا ہوں۔

بیسویں صدی کے اردو نعت نگاروں نے نعت کے فن محسن اور معیار کو جس بلندی تک پہنچایا ہے اس کی کوئی مثال ہمیں اس سے پہلے نظر نہیں آئی اور پھر یہ بھی ایک خوش آئند حقیقت ہے کہ ہمارے نوجوان نعت نگاروں نے اس سے بھر پورا کتاب فیض کیا ہے..... عارف قادری کی نعتیں اس حقیقت کا بلیغ ثبوت ہیں۔

سید صبح الدین صبح رحمانی

کراچی

معطر معطر ہوائے مدینہ

عزیزی عارف قادری اول اول ایک شاعر کے طور پر ابھرے لیکن اب ان کا حالہ نعت گوئی اور نعت خوانی ہے۔ اپنے شہر ”واہ“ کی ہر مخلل نعت میں ان کی شرکت ناگزیر ہے۔ لوگ ان کے کلام پر جھوٹتے دکھائی دیتے ہیں۔ انہیں لحنِ داؤدی سے حصہ وافر عطا ہوا ہے۔ نعت سے ان کی واپسی متعدد صورتوں میں ظاہر ہوئی ہے۔ وہ ایک نقیبہ بزمِ کو متحرک رکھے ہوئے ہیں اور اس کے زیرِ اہتمام نقیبہ مشاعروں کا انعقاد کرتے رہتے ہیں۔ ریڈ یو پر نعت گو شعرا کے ساتھ انہوں نے بھر پور مکالے لے کیے۔ وہ نعت سے متعلق رسائل و جرائد کے مستقل قاری ہیں۔ نعت کی تقدید و تحقیق بھی ان کا ایک میدان ہے۔ ملک بھر کے نعت گوؤں سے ان کے رابطے ہیں۔ بہ حیثیت نعت خواں ان کی کیمپس بھی مشہور ہیں۔ لیکن اب وہ نقیبہ مجموع کے ساتھ جلوہ گر ہو رہے ہیں اور میرے نزدیک یہ صورت روشن ترین صورت ہے۔

وہ شاخوانِ مصطفیٰ ﷺ اور مداحِ پیغمبر ﷺ ہیں اور اپنے اس حوالے پر نازاں بھی بہت ہیں۔ اس ضمن میں عارف قادری خود پر جتنا نازکریں، کم ہے۔ ہمارے ہاں نعت گوؤں اور نعت خوانوں کی بے پناہ عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے۔ جامع مسجد وادہ میں نمازوں جمعہ کے بعد عارف قادری درود وسلام پڑھتے ہیں۔ میں اس منظر کا عینی شاہد ہوں کہ لوگ عارف قادری کے ہاتھ چوم رہے ہوتے ہیں۔ اس نوع کے اشعار اسی تجربے کے آئینہ دار ہیں۔

آن میں، شان میں، شوکت میں اضافہ ہو گا

آن کی توصیف سے عزت میں اضافہ ہو گا

دو جہاں میں سُرخ روئی کی ضمانت ہو گئی

سپد کو نین کی مدحت نگاری داہ وَا

عارف قادری اپنے گھر پر اکثر و بیش تر نعمتیہ محفلوں کا اہتمام کرتے رہتے ہیں اور احباب کو بھی اس عمل کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ میرے گھر پر جب کبھی نعمتیہ محفل بھی عارف قادری روحِ رواں رہے۔ انہیں کہہ دیجیے اور بے فکر ہو جائیے۔ وہ شاعروں اور نعت خوانوں سے رابطہ کر لیں گے اور تھوڑی دیر میں فضادرود وسلام کی روشنی سے جگہ گاٹھے گی۔ وہ اس کام کو روحانی کیف و سرور کا ذریعہ گردانے تھے ہیں:

لکتنی پر کیف زندگانی ہے

ہر گھری شغل نعت خوانی ہے

اُن کا عقیدہ ہے کہ

بھتی ہے جہاں محفلِ ذکر، شہر والا

وہ گھر درنے مولا کی حفاظت میں رہیں گے

عارف قادری حمد میں بھی نعمت کی آرزو کرتے نظر آتے ہیں:

اے خدا! اپنی رضا میرا مقدر کر دے

قلب سرکار کی الْفت سے متور کر دے

ہاتھ پھیلا دوں نہ میں اور کسی کے آگے

اپنے محبوب کی چوکھت کا گداگر کر دے

دہن سرکار ﷺ سے واپسگی عارف قادری کے لیے دین و دنیا میں عزت و توقیر کا باعث

ہے۔ تاریخِ عالم گواہ ہے جس کسی نے سرکار ﷺ کے ذکر کو بلند کیا اللہ نے اس کو معزز و محترم بنایا۔

اور تو اور عشق اور رسول ﷺ کی قبریں تک متور ہو گئیں اور ان پر خلق ت کا ہجوم رہنے لگا۔

” مدینہ“ عارف قادری کی نعمت گوئی کا مرکزی استعارہ ہے۔ یوں تو ہر نعمت گواں

شہر نور کی معطر و معنبر ہواؤں کے لیے طائر زیرِ دام کی طرح پھرستاد کھائی دیتا ہے۔

بِرْ قَولْ غَلامْ مُحَمَّدْ قَاصِرْ

۔ دل تڑپتا ہے مدینے کی ہواؤں کے لیے
جیسے بارش کی دُعا تشنہ ابا نیل کرے

لیکن عارف قادری کے ہاں یہ رنجوری، مجبوری اور دُوری بہت واضح ہے۔ وہ ہمہ وقت گندہ حضرتی کی زیارت کے متنہ نظر آتے ہیں اور شیر محبوب میں چھوٹے سے گھر کی خواہش کرتے ہیں۔ وہ طیبہ کی زندگی کو دو جہاں پر ترجیح دیتے ہیں۔ کتنا مزہ آئے اگر انہوں نے میں مستقل قیام رکھے..... حضور ﷺ کے روضے کے سامنے زائرین کی صفائی میں کھڑا رہے..... نہ پہنچنے کی فکر ہونہ کھانے کی پرواہ..... کہتے ہیں وہاں کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوتا جب لوگ ہدیہ سلام پیش کرنے کے لیے موجود نہ ہوں، تا انہا بندھا رہتا ہے، اپنے گناہوں پر خجل و شرمندہ گستاختہ ہائے ہجر و فراق کی آنکھوں میں اشکوں کی جھڑی لگی ہوتی ہے۔

بِرْ قَولْ شاعر ۔ اشکوں کی جھڑی لگی ہوئی ہو بھیگا ہوا تیرے پاس آؤں
کی کیفیت ہوتی ہے۔ عارف قادری نے انہی جذبات کو زبان بخشنی ہے۔

۔ اے کاش! ان کے شہر میں جانا نصیب ہو

جا کر غم فراق سنانا نصیب ہو

کیا ہو جویت جائے وہیں ساری زندگی

ا پنے پیا کے دلیں ٹھکانا نصیب ہو

چیدہ چیدہ اشعار ہی نہیں عارف قادری نے پوری کی پوری نعمتیں اس تمباکے لیے وقف کی ہیں:

۔ نگاہوں میں ہر دم سمائے مدینہ

ہرے حال پر ہے عطاۓ مدینہ

معنبر معنبر مدینے کے مٹی

معطر معطر ہوائے مدینہ

مدینے سے میری ہے نسبت پکھلائی

مدینہ ہر ایں برائے مدینہ

عارف قادری کی نعت میں حضور ﷺ کے کمالات کے بعض حوالے بار بار آئے ہیں جیسے یہ کہ آپ ﷺ نے تفہیم کرنے والے ہیں۔

بِقُولِ عَمَانِ عَامَ:

سائل جو اس دلیل سے مانگے وہی ملے

اس کو یہ زیرب ہے کہ اُنا فاصلہ کہے

اور علی مطہر اشعر کے الفاظ میں:

آپ ہی تقسیم کرتے ہیں فراست کے نجوم

عقل انسانی ہدایت مانگتی ہے آپ سے

عارف قادری نے اپنے متعدد اشعار میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ حضور ﷺ کا دنون

جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے اور کوئی سوالی آپ کے درس سے خالی نہیں جاتا، حضور ﷺ

جامع الصفات ہیں، نیز عارف قادری نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے بعض پہلوؤں کا

اپنی نعمتوں میں تذکرہ کیا ہے۔ یہ ان کا اولین مجموعہ ہے اور توقع کی جاتی ہے کہ مستقبل میں

ان کے ہاں سیرت کا بیان بڑھ جائے گا۔

عارف قادری کی نعمتوں میں درود پاک کی عظمت و فضیلت کا ذکر بکثرت آیا ہے وہ کثرت

سے درود پڑھنے والوں میں شامل ہیں اور دعاوں کو بھی اس حسن عمل کی تلقین کرتے ہیں۔

وہ وظیفہ درود کو نجع اکسیر کہتے ہیں۔ درود پاک دافع آلام ہے۔ یہی وہ سیر ہے جس

سے مصائب کا ہر دار روکا جاسکتا ہے:

دوستو! ہر ابتلائیں آزماء کردیکھ لو

ذکر، شاہ انبیا کا دافع آلام ہے

عارف قادری کی نعمتیں اس خوش گوارحیرت سے دوچار کرتی ہیں کہ وہ فتنی طور پر بہت

مضبوط ہیں۔ نوجوانی ہی میں انہوں نے اوج کمال حاصل کر لیا ہے۔ مطالعے کی کثرت اور

نعمت خوانی و نعمت گوئی کی ریاضت نے ان کے فن کو صیقل کر دیا ہے۔ انہیں بہلا شبہ سکردوں

نعتیں از بر ہیں۔ اساتذہ فن سے اکتاب فیض نے ان کی نعمتوں کو جمیل سے جمیل تر بنادیا ہے۔

میں نے قیامِ واد کے دوران زیادہ تر جامع مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کی۔ عارف قادری درودِ سلام پڑھتے ہوئے امام احمد رضا خان بریلویؒ کے مشہور نعتیہ سلام کی تصمین پڑھا کرتے تھے۔

چھٹ گئی تیرگی، ابھر اطیبہ کا چاند
کھل اٹھی زندگی نکلا طیبہ کا چاند
خلق شاداں ہوئی پایا طیبہ کا چاند
جس سہانی گھڑی چکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

میں اس تصمین کو کسی اور پختہ کو شاعر کا نقچہ، فکر سمجھتا رہا۔ اب کھلا کر یہ ان کی اپنی کاوش ہے۔ سجان اللہ! احمد رضا خان صاحبؒ کے مصرعوں پر ایسے مصرعِ لگانا کہ اُنہیں میں کا فرق معلوم نہ ہو..... فتنی کمال نہیں تو کیا ہے؟ عارف قادری میں یہ جو ہر موجود ہے کہ وہ مستقبل میں عظیم نعمت کو کے منصب پر فائز ہو سکیں۔

ان کے مجموعے میں غزلیہ بہیت کی نعتیں زیادہ ہیں لیکن چو مصرع، قطعات اور مایہ بھی موجود ہیں جن سے قاری کوتازگی محسوس ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں وہ قطعے کے بہترین شاعر بن سکتے ہیں۔

ان کے کلام کا بغور جائزہ لیں تو مختصر و طویل دونوں انواع کی بھریں بر تی گئی ہیں۔ وہ طویل بھر کی موسیقی سے واقف ہیں کہ نعمت خواں بھی ہیں۔ عارف قادری نے مختصر بحور میں بھی غصب کے اشعار کہے۔ بالخصوص یہ غزل جس میں مطلع در مطلع اشعار موتیوں کی لڑی معلوم ہوتے ہیں۔

واہ کیا اور ج شانِ سرور ہے
خود خدا آپ کا شناگر ہے
غم دنیا نہ فکرِ محشر ہے
ہاتھ میں دامنِ پیغمبر ہے
رفعتوں پر مر امقدار ہے
آپ قادر ہے اور مر اسر ہے
ردیقوں کی طرف دیکھیے تو یہاں بھی شاعر نے اپنی قدرت کلام کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

”سرکار مدینے بلوالیں، بڑا پیارا ہے، مدینے والا ہے، مرے آقا سلامت ہیں“ جیسی نسبتاً طویل ردیقوں کو سہولت اور سلیقے کے ساتھ برداشت گیا ہے۔ اگر کہیں قافیہ تنگ ہو تو شاعر نے ذہنگ سے نئی راہ پیدا کر لی۔ علی، کلی، ڈھلی کے قوانی کی بات چلی تو شاعر نے ”عملی“ کا قافیہ لگا کر اپنی فن شناسی کا عملی نمونہ پیش کر دیا۔

ترائیب کے استعمال میں بھی عارف قادری نے اکتساب ہی پر اکتفا نہیں کیا اپنی ترکیبیں تشكیل دے کر ہنرمندی کا جادوجہ گادیا۔ مثلاً اس طرز کے شعر:

معدنِ فیض کہیں، منبعِ برکات کہیں
آپ کو مرکزِ الطاف و عنایات کہیں
ہر خیر کے جصول کا مرکز مرے رسول
کا انِ عطا و بحرِ سعادت حضور ہیں
میں بھی ہوں خستہ حال مجھے بھی کرم کی بھیک
اے فخرِ دافتھا ریز ما نہ! نصیب ہو

عارف قادری کا سب سے بڑا ہنر تکرارِ لفظی ہے۔ اس ہنر کی متعدد شکلیں جگہ جگہ دکھائی دیتی ہیں۔ اس سے عارف قادری کی باطنی موسیقی آشکارا ہے اور یہ بھی کہ ان کی نعت خوانی نے نعت گہمی کو متاثر کیا ہے۔ مثال کے طور پر اس شعر کے دونوں مصروعوں کے آغاز کے الفاظ دیکھیے:

معنیر معنیر مدینے کی مٹی

معطر معطر ہوائے مدینہ

پہلے مصرع میں "م" کی تکرار محل نظر ہے۔

اس شعر کے مصرع اول کے تیور دیکھیے۔ ایک بلکڑے کی صوتی تکرار دیدنی بھی ہے اور

شندی بھی:

طیبہ میں بلا لیں مجھے طیبہ میں بلا لیں

سرکار سے اس بات کا اصرار بہت ہے

اور "اصرار" میں بات کو دہراتا تو پڑتا ہے!

یا پھر اسی نعت کے اس شعر کے دوسرے مصرع میں موج در موج کیفیت دیکھیے:

خوش بخت ہے وہ شخص جسے آپ سے آقا

الفت ہے بہت، اُنس بہت، پیار بہت ہے

اس شعر میں "آپ" نے اور "آپ ہیں" کی تکراری صورت ملاحظہ فرمائیے۔

آپ نے سب مشکلیں آسان کی ہیں، آپ نے

آپ ہیں عارف کے ہر دکھ کا مداوا آپ ہیں

یہاں لفظ "مشکل" کو شاعر نے کتنا آسان کر دیا ہے:

مشکل کے لیے خود ہی کوئی بن گئی مشکل

جب بھی کبھی مشکل میں ترا نام لیا ہے

اور اس نعت میں تو عارف قادری کافی اپنے عروج کی حدود کو چھو گیا جس کے

مصرع ہائے ثانی میں تکرار کا ایسا التزام موجود ہے:

☆..... کیا شان حرم، شان حرم، شان حرم ہے

☆..... اک کیف بہم، کیف بہم، کیف بہم ہے

☆..... کیا جاہ و حشم، جاہ و حشم، جاہ و حشم ہے

☆..... اب کوئی نہ غم، کوئی نہ غم، کوئی نہ غم ہے

☆ وہ مہرِ عجم، مہرِ عجم، مہرِ عجم ہے

☆ یہ ان کا کرم، ان کا کرم، ان کا کرم ہے

عارف قادری نے فن شناسی کے پہلو بہ پہلو بے ساختگی کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ انہوں

نے اس طرح کے زبانِ زدِ خاص و عام ہو جانے والے اشعار کا انبار لگادیا:

..... ساری مخلوق کی بسا روقات

..... صرف سرکار کے کرم پر ہے

..... دلکشِ دل سے انہیں صدادے کر

..... ٹال دیتے ہیں مشکلات حضور

..... کام نہیں دنیا کے حسینوں سے عارف

..... دل بر اور دل دارِ مردینے والا ہے

یوں تو عارف قادری کی ہرنعت میں حسن کا کوئی نہ کوئی زاد یا اپنی چھب دکھا جاتا ہے
لیکن بحروف، قافیوں، ردیقوں، استغواروں اور جذبوں کے اعتبار سے ان کی مرضع ترین نعمتیں
وہ ہیں جن کے مصرع ہیں:

☆ آجائے بلاؤ اکبھی آقائے مدینہ

☆ رونقِ بزمِ کائنات حضور

☆ دو گل کا سردارِ مدینے والا ہے

☆ نگاہوں میں ہر دم سمائے مدینہ

☆ لب پر ہمارے نام تمہارا ہے اور بس

☆ نبی ہیں مقتدی سارے سامت ہو تو ایسی ہو

☆ اے شاوش خصال تجھے دیکھنے کے بعد

☆ ایسا لگتا ہے کہ ہیں نور کے دھارے سارے

عارف قادری کا ایک التجائیہ شعر ہے

جو بنا دے پڑا شر آ قاتری تو صیف کو

وہ حلاوت، وہ فصاحت وہ بلاغت چاہیے

ان کے مجموعہ نعمت سے ظاہر ہے کہ یہ درخواست منظور کی جا چکی ہے۔ وہ خوش قسمت ہیں کہ
نعمتیں کہتے ہیں، مخلفیں سجاتے ہیں، مرکزی جامع مسجد میں درود وسلام پڑھتے ہیں اور
صاحب ”روحِ کوئین“ جناب عثمان ناعم کے ساتھ رہتے ہیں۔

ڈاکٹر روف امیر

پاکستان چینز

لہلائی خان یونیورسٹی آف انٹریشل ریلیشنز اینڈ ولڈلینگو ججر

المالی، قراقرہ، پاکستان

سعادتِ خاص

نعت رسول مقبول ﷺ کا پڑھنا بھی سعادتِ خاص اور سننا تو خود آپ ﷺ کی سنت پر عمل کر کے فضیلت پانے کا موجب ہے اور اس پر طرفہ کرم یہ کہ نعت کہنے کی سعادت حاصل ہو جائے کہ یہ عطا یہ ربِ جلیل کے بغیر ممکن نہیں اور ساتھ ساتھ یہ کہ خود ربِ مصطفیٰ کی سنت کی پیروی کرنے والوں میں شمار ہو جائے۔

ماشاء اللہ تعالیٰ عارف قادری صاحب زید مجدد کم ان تینوں عظامتوں کے امین اور ان تینوں سعادتوں سے کماਹہ بہرہ ور ہیں۔ وضع قطع سے ہی پہلا تاثر یہ دیتے ہیں کہ یہ ایک جوان صالح اور صحبتِ مصطفیٰ ﷺ سے مملو ہیں۔ پیغیماً ان کا یہ سفر سماحت کی منزل سے آغاز پذیر ہوا ہے اور اس کا سہرا ان بے محترم والدین کو جاتا ہے کہ اپنی اولاد کو محبتِ رسول ﷺ کا ایسا سبق دیا کہ ان کا فرزند شاخوانی اور نعمتیہ مشاعر دل کی حافل کا خوگر ہوا اور چوں کہ عارف قادری رہرو را علم و دانش ہیں اس لیے اپنی سماعتوں اور مطالعہ کے ذریعے ذہن و دل کو ایک معیاری ذوقِ نعت کا خزینہ بناتے چلے گئے جو بعد میں ان کے پڑھنے کی منزل میں معیاری کلام کے انتخاب میں آسانیاں عطا کرتا رہا ہوگا۔ یہی ترقی و ارتقا کا سفر اب نعت گوئی کی منزلِ خاص تک پہنچا ہے اور خوب پہنچا ہے کہ جتنا بھی عارف قادری کو پڑھا اور سننا..... دل ان کی علمی و عقیدتی غواصی کا قائل ہوتا چلا گیا۔ حافظ مستقیم خاں مستقیم بھی ان لوگوں میں شامل ہے جو عارف قادری کو سننے اور پڑھنے کی پیاس رکھتے ہیں اور ان کے نئے کلام کے منتظر رہتے ہیں۔

حافظ محمد مستقیم خاں مستقیم

کراچی

وَ سَلِّمُوا تَسْلِيْمًا

ع عشق اول در دل معاشق پیدائی شود

جب سے یہ مصرع پڑھا سمجھ میں آیا کہ کسی بھی خارجی یا داخلی میلان طبع کا حسن ربِ کریم کی عطا ہوا کرتی ہے۔ وہ جسے اپنی رحمتوں سے نوازنا چاہتا ہے اُسے اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ یعنی آپ جس سے محبت کرتے ہیں، محبت کی یہ چنک پہلے آپ کے محبوب کے ارادے یادیں میں نہ پاہنچی ہوتی ہے۔ حدیث قدسی بھی اس بات کی مصدق ہے کہ محبت کا یہ چشمہ پہلے پہل مشیت کے ارادوں سے پھونٹا اور کائنات کی وہ پہلی محبت جلوہ نورِ احمدی ﷺ کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی۔ سبحان اللہ و بحمدہ

اور پھر اسی نور کی سلسلہ جنبانی سے کوئی وجود میں آئے۔ خود تو ذاتِ اللہ شانِ تنزیہی کے ساتھ حمد کی اعلیٰ واکبر مند پر جلوہ افروز ہوئی اور اپنے محبوب کے ذکر کو ایسی رفت بخشی کہ قیامت اور اس کے بعد تک ابدی حیات میں بھی اس کا ارتقا جاری و ساری کر دیا۔ مددحت و توصیف کانہ ز کرنے والا ایک ازلی ابدی سلسلہ۔

ہم نے ”ورفعنا لک ذکر“ کے اندازِ خطاب میں ”لک“ کے بڑے مزے اٹھائے ہیں یعنی فرمایا گیا کہ اے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لیے بلند کر دیا ہے۔ بہت غور کے بعد ”لک“ کا اس جملے میں التزامِ خاص ایک نئی جہت کے دروازہ کر گیا۔ یعنی ہم نے آپ کے لیے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے اب آپ جس کسی کو اذن شناعطما کریں گے ہم اُسے بھی رفت کے اس جلو میں شامل کر لیں گے۔ ”سلموا تسليما“ کا ارشاد باری تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے۔

جناب حافظ محمد افضل فقیر عکایہ شعر اس ابتدائیے کا ترجمہ ہے

کیا فکر کی جولانی، کیا عرضی ہنرمندی

تو صیف پیغمبر ہے تو فتن خداوندی

جتاب عارف قادری بھی اس شجرِ محبت کا وہ شمر شیریں ہیں جو پہلے پہل تو سامعوں
کے لیے قدموں بات کا اثر لیے ہوئے تھا لیکن جیسے ہی یہ پک کر پختہ ہوا قلب واذہان کی تازگی
کا باعث بنتا چلا گیا۔ ان سے میری ملاقات گزشتہ میں دہائیوں سے ہے۔ ان کے والدِ گرامی
مرحوم اور والدہ محترمہ کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے والہانہ محبت و عقیدت کے کیا کہنے۔
آن کے ہاں مخالفِ میلاد میں اکثر مجھے مدعو کیا جاتا۔ وہ لوگ مجھے زمانے بغیر سے عزیز ہو جاتے
ہیں جنہیں اپنے آقا سے حدود رجے کا پیار ہوتا ہے۔ عارف قادری نے ایک دن محفل میں اس
خواہش کا اظہار کیا کہ نعمتِ خوانی میں میرا شاگرد ہو۔ میں نے جو کچھ اس کے نصیب میں تھا
اُس تک پہنچایا۔ وہ بہت خوب صورتی سے نعمتِ خوانی کرتا ہے لیکن میں بہت خوش ہوں کہ وہ
زیادہ خوب صورتی سے حضور ﷺ کی نعمت کہتا ہے جو اُس نے نعمتِ خوانی میں حضرت حسانؓ کے
راستے کو اپنایا ہے۔ یہ خود ایک سچا ستر انسان ہے۔ اسے حضور ﷺ کی مدحِ سرائی اور شناگوئی
کا رتبہ اعلیٰ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تفویض فرمایا ہے۔ میں اس کے دیوانِ نعمت کو
قبولیت کے پہلے درجے میں پاتا ہوں جہاں نعمت گو کے پاس جذبات کی کثرت ہوتی ہے
لیکن اس لامتناہی رفتہ کی حامل ذات کے حضور لفظ و حرف ذیرِ حجاب ہوتے ہیں۔ جوں جوں
پردے اٹھتے جائیں گے لغت جاں سے گھڑے گھڑائے نوری مصروع اترے شروع ہوں گے
اور تب دیوانِ عارف مرتب ہو گا۔ اللہ کرے یہ دن جلد آئے۔ آمین۔ دیوان پر تقدیمِ ناقدین
پر چھوڑتا ہوں لیکن یہ ضروری ہے کہ کسی ایسے ناقد کو لا یئے جو محبت اور عقیدت کے
بحربے کرال کوناپ سکے۔

سفینہ چاہیے اس بحرے کرال کے لیے

خاکِ دبلیزِ مصطفیٰ ﷺ

منظور الکوئین اقدس

حسنِ عقیدت

عارف قادری کی کتاب ”نخت رسا“ کی بیش تر نعمتیں میرے سامنے منصہ شہود پر آئیں کہ میں ان کے شعری سفر میں ہر قدم پر برادر کا شریک رہا ہوں۔ مجھے ان تمام نعمتوں کے محرکات، پس منظراً اور حیلیقی عمل کا بخوبی علم ہے اور میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ انہوں نے اپنے فتنی سفر کے آغاز سے لے کر اب تک ذکر و فکر رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا اوڑھا بچھونا ہی نہیں بنایا بلکہ فروع غُفت کے لیے عملی جدوجہد میں بھی بھر پور شریک رہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے نخت رسول مقبول ﷺ کو اپنے دل و جان میں چراغِ حرم بنا کے رکھا۔ ان کی نعمتوں کے تفصیلی مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچ ہوں کہ ادا کی نعمت وارداتِ قلبی کا بھر پور انکھار ہے۔ ان کی نعمتیں وفور شوق اور شدت و جذبات کی آئینہ دار ہیں۔ ان کے متعدد مصرع زبان و بیان کی چاشنی اور حسن ادا کے ترجمان ہیں اور کہیں کہیں زیوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے دل کی نو اصداب پر صحراء نہیں بلکہ ہر دل کی دھڑکن برباد گئی۔ ہے۔

عارف قادری نے اردو نعت کے ارتقائی مطالعے اور اپنی بھروسہ تحقیقی صلاحیت سے یہ
مہارت حاصل کر لی ہے کہ انہیں بہ یک وقت مختصر اور طویل بحور پر فنی گرفت حاصل ہے۔
لیکن ان کے جذبات و احبابات اپنے فنی سلیقے اور قرینے سے طویل بھر میں جلوہ گر
ہوتے ہیں۔

عارف قادری نے حضور اکرم ﷺ کی ذات و الاصفات کا تذکرہ اتنے ہمہ گیر اور
ہمہ جہت انداز میں کیا کہ ان کے ہاں نعت رسول مقبول ﷺ صنفِ غزل کی رمزیت و ایماست
کے جملہ تقاضوں کو بھی پورا کرتی ہوئی نظر آتی ہے اور کہیں کہیں تو مجھے یہ گمان ہوا کہ ان کے
ہاں اردو میں پہلی دفعہ غزل مسلسل کی جگہ نعت مسلسل فروع پارہی ہے جس میں ان کے نجی
احوال و آثار بخوبی زمینوں اور بے آب و گیاہ صحراء میں سے بھوٹتے ہوئے چشمون کی طرح
سر زمین فن و ادب کو تیراب کر رہے ہیں، جو یقیناً سرکار رسالت مآب ﷺ کی خصوصی
نظر التفات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ناقہ بن ادب کے لیے یہ امر بھی باعث تقویت ہو گا کہ
ان نعمتوں میں مرد جہ عصری شعور اور عالمی مسائل سے پہلو تھی بالکل نہیں ملتی اور یہ نعمت جدت
اور روایت کا حصیں شاہکار بن کر ابھرتی ہیں۔ ان کی نعمتوں کی خاص صفت یہ ہے کہ ان کا
مبالغانہ لہجہ زم آہنگ میں ڈھل کر اجڑے ہوئے دلوں کی کھیتاں آباد کرتا نظر آتا ہے۔

بروزِ حشر یہی کام آئے گی عارف

متارِ عشق پیغمبر سن جال کر رکھنا

کاش! طیبہ نگر گیا ہوتا

پھر اسی در پر مر گیا ہوتا

میں جینے کا قرینہ چاہتا ہوں

فقط یادِ مدینہ چاہتا ہوں

عارف قادری کی نعمتوں میں ان کے افکار و خیالات اور حضور اکرم ﷺ کی عقیدت
ابھر کر سامنے آئی ہے۔ ہمیں بے شمار اشعارِ حسنِ انتخاب نظر آئے جو جدید اور دونعت میں
خوش گواراضافہ ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر بے پایاں سرت ہوئی کہ ان کی نعمت تو ارد، تو اتر اور
کلیشے کے عیب سے مبراہے۔ ان کے تمام کے تمام شعری تجربات اور فتحی سرمایہ سراسر ان کا
اپنا ہے۔ ان کا منفرد اسلوب فن اپنی تکمیل کے جملہ مراحل میں پہنچ چکا ہے اور ان کے
درج ذیل اشعار اہلِ ذوق کے لیے سرمایہ انتخاب ہیں:

کیا پڑی مجھ کو کہ اس دنیا کے جھگڑوں میں پڑوں

میں تو اتنا جانتا ہوں میر غمی دنیا آپ ہیں

میں بھی ہوں خستہ حال مجھے بھی کرم کی بھیک

اے فخرِ افتخار روزِ ماںہ! نصیب ہو

آنہی کے ہجر میں رونا، مچلتا، سکیاں بھرنا

مزہ یا و نبی میں دل کو تڑپانے سے ملتا ہے،

عارف قادری نے امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے نعمتیہ سلام پر ایک تضمین بھی
شاملِ کتاب کی ہے جس میں ان کا حسنِ عقیدت اور کھے روپ میں سامنے آیا ہے۔
اس طویل منظوم سلام سے ان کی وسعت علمی، قادرِ الکلامی اور ہنرمندی ظاہر ہوتی ہے۔
خلفائے راشدینؓ اہل بیتِ اطہارؓ اور حضرت عبد القادر جیلانیؓ کی شان میں لکھے گئے

منظوم اشعار سے ان کی محبتیں اور عقیدتیں صاف نظر آتی ہیں۔ جناب مرغوب اخْرالخَادِی، حافظ عبد الغفار حافظ، عبد القیوم طارق سلطان پوری اور پیر نصیر الدین نصیر کی تصمیمات کے بعد عارف قادری کی کہی گئی تصمیم اردو کے نعتیہ ادب میں خوش گواراضافہ ہے۔

اللَّهُ كَرَءَ زُورِ قلم اور زیادہ

احقر

محمد عارف سیما بی

شکرلا

حرف سپاس ۱

میں نہ تو عالم بے بدال ہوں اور نہ شاعر رنگیں نوا۔ فصاحت و بلاغت کے اسرار و موز
بھی میری دسترس سے باہر ہیں۔ وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پا بر کات
پڑا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دن رات درود وسلام بھیجتے ہیں۔ میں بھی ذکر رسول ﷺ کے
مکہنتے گاہ نعمت رسول ﷺ کے گلستان میں سجا کر حاضرِ خدمت ہوں۔ مجھے اعتراض ہے کہ
میں اپنے آقا مولا ﷺ کی مدح و ثناء کا حق کبھی بھی انہیں کر سکتا۔ میرے گروخیل کے
تارو پو دنا پختہ اور خام ہیں۔ البتہ ہمہ علم سے نہم و فراست کے کچھ نجوم میرے حصے میں بھی
آئے، جنہیں میں نے آسمان شعر و ادب پر صوفشاں کر دیا ہے۔ میں اپنے جذبات و احساسات
کے اظہار میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں اس کافی علم میرے قارئین کریں گے۔

اپنے ہدمِ دیرینہ جواں سال شاعر اور نقاد محمد عارف سیماںی کا تہ دل سے
ممنون احسان ہوں جنہوں نے میرے نقیۃ شعری مجموعے کو محبت اور شوق سے پڑھا،
”بختِ رسا“ کی ترتیب و تدوین کی اور نعتِ گوئی کے سفر میں ہر گام میرے شریک رہے۔

بین الاقوامی شہرت یافتہ نعت خواں اور شاعر صاحبزادہ سید منظور الکونین اقدس کی محبوؤں
کے لیے بھی سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیشہ میرے سر پرست شفقت رکھا۔ ”بختِ رسا“ کی
نعتوں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ سید صبح الدین صبح رحمانی،
حافظ مستقیم خاں مستقیم، محمد عثمان ناعم، ڈاکٹر روف امیر اور ارشد علی ارشد کے احسانات مجھ پر ہمیشہ
کے لیے قرض رہیں گے۔ سید زبیب مسعود، محمد آصف قادری اور محمد اشرف شہزاد کی محبوؤں
کے لیے بھی خصوصی طور پر شکر گزار ہوں۔

اپنے مرشد و مربی شیخ طریقت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کا ذکر کر لے ہوئے میری آنکھیں نزاکت ہیں اور میرا دل گرفتہ ہے کیوں کہ یہ انہی کا فیض نظر ہے کہ میں یہ دستاویز عقیدت پیش کرنے کے قابل ہوا۔

اپنے والد جناب محمد یوسف مرحوم کی بخشش و بلندی درجات کے لیے دعا گو ہوں۔
آن کے اعلیٰ ادبی ذوق نے میرے فکر و تخیل کی بہر پور آپیاری کی۔

اپنی والدہ محترمہ کے دینی ذوق و شوق، محبت و مودت رسول ﷺ اور بشارة و شائستہ علیٰ حراج کا بھی معرف ہوں۔ خدا انہیں درازی عمر بالغیر عطا فرمائے۔

اپنے بڑے بھائی محمد اسماعیل، اپنی بہنوں، اپنی رفیقہ حیات اور اپنے بچوں احمد رضا، حماد رضا، آمنہ، عائشہ اور طوبی کے لیے بھی ”بھیت رسا“ کو تو شیر آخوت قرار دیتا ہوں۔
گرقوں افتذ ہے عز و شرف

محمد عارف قادری

بہار ۲۰۰۸ء



تحبی کو ہر بڑائی اے خدا ہے
تری ہی ذات، ذاتِ کبریا ہے

ترے در سے ہی سب کی لوگنی ہے
اللہی! تو ہی سب کا آسرا ہے

تری چاہت میں سرگردان ہے عالم
تو ہنی مقصد ہے تو ہی مدعایا ہے

تحبی نے سب کو بھیجا ہے جہاں میں
تری جانب ہی سب کو لوٹنا ہے

کسی نے جب بھی جو مانگا سو پایا
جرا باب عطا ہر دم کھلا ہے

حری بخش، ترے فضل و کرم کی
کوئی حد ہے نہ کوئی انتہا ہے

حری اُفت ہے، اُفتِ مصطفیٰ کی
جو ہے ان سے جدا، تجوہ سے جدا ہے

فنا جو ہو گیا تیری وِلا میں
وہ عارفِ محروم راز بقا ہے



یارب سکون قلب کا سامان چاہیے
ہر آن تیری یاد کا فیضان چاہیے

ہے ذات جن کی باعثِ نگوین کائنات
لبریز ان کے عشق سے ایمان چاہیے

رکھے جو گم حضور کی مدحت میں ہرگز ہری
وہ ذوق وہ سُرور وہ وجود ان چاہیے

کہلاؤں آلِ سرورِ کونین ہے گدا
دونوں جہاں میں بس یہی پہچان چاہیے

صدقیق اور عمر کی محبت کا نور دے
حُبٌ علی و الحبٰ عثمان چاہیے

ہر رنج ہر بلا سے آمان کے لیے سدا
سرپر نبی کا سایہ دامان چاہیے

اپنے سوا کسی کا نہ محتاج رکھ مجھے
ہر دم ترا کرم ترا احسان چاہیے

خلق رسول پاک کے عرفان کے لیے
عارف شعور و رغبت قرآن چاہیے

حَمْدُ اللّٰهِ

شہنشاہِ دو عالم سیدِ ولاد کا صدقہ
عطایا کرائے خدا اپنے حبیب پاک کا صدقہ

اللّٰہی دور ہوں سب آفتیں حسینیں کی خاطر
ملیں ساری بلائیں کربلا کی خاک کا صدقہ

دکھا دے اپنے پیارے کا وہ پیارا روضہ انور
اللّٰہی تجھ کو طیبہ کے خس و خاشاک کا صدقہ

نبی کے روئے اقدس کی زیارت کا شرف دے دے
تڑپتے دل کا صدقہ، دیدہ نمناک کا صدقہ

خطائیں بخش دے، ہو جا ہمیشہ کے لیے راضی
شب اسرئی کے دولہا سائزِ افلک کا صدقہ

بلالی عشق سے مولا! ملے مجھ کو بھی کچھ حصہ
مقامِ سرورِ کونین کے اور اک کا صدقہ

نبی کی یاد میں ہو جائے غارفِ خود سے بیگانہ
جنونِ شوق کا اور دامنِ صد چاک کا صدقہ

حَمْدُ اللّٰهِ

اے خدا اپنی رضا میرا مقدر کر دے
قلب سرکار کی اُلفت سے منور کر دے

ہاتھ پھیلاؤں نہ میں اور کسی کے آگے
اپنے محبوب کی چوکھٹ کا گداگر کر دے

میرے ماحول کو اے ارض و سما کے خالق !
ذکر سرکارِ دو عالم سے معطر کر دے

جلوہ روضہ محبوب دکھانے والے !
میری بینائی میں محفوظ یہ منظر کر دے

اے خدا! مجھ کو عطا اپنی کرمی کے طفیل
شہرِ محبوب میں چھوٹا سا کوئی گھر کر دے

اک نظر لطف کی عارف پہ بھی اے بارہالہ
ذرا خاک کو تو چاہے تو گوہر کر دے



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 صد شکر دل وجہ سے قربانِ نبی ہوں
 خوش بخت ہوں وابستہ دامانِ نبی ہوں
 کونین میں کافی ہے یہی نسبتِ عالیٰ
 احسانِ خدا ہے کہ شنا خوانِ نبی ہوں



میں کیا شایے شہنشاہ کائنات کروں
 بس ان کے نام سے آرائشِ حیات کروں
 ز ہے نصیب جو سوچوں تو صرف انہیں سوچوں
 کوئی جو بات کروں مصطفیٰ کی بات کروں



پھر اُسی شہرِ نور میں چلیے
 جلوہ گاہِ حضور میں چلیے
 بھول جائیں گے سارے غم عارف
 ان کی بزمِ مُرُور میں چلیے



خوشی مناؤں کروں عید یا رسول اللہ
 نصیب ہو جو تری دید یا رسول اللہ
 ملے مجھے بھی ترے شہر حاضری کا پیام
 لگائے بیٹھا ہوں اُمید یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسالم

سرکار پر درود ہوں سرکار پر سلام
 آتے رہے ہیں کام مصیبت میں جو مدام
 عارف نہیں ہے کوئی جہاں سے غرض مجھے
 دل میں ہے ان کی یاد، لبou پر ہے ان کا نام

صلی اللہ علیہ وسالم

یوں شہا مجھ پر تری چشم عنایات رہے
 تیری مدحت مرے ماحول میں دن رات رہے
 ہے خدا سے یہ دعا نعمت محمد ﷺ کے طفیل
 میری تربت پر سدا نور کی برسات رہے

نیشن سٹریٹ

حسین یوں تو ہیں لاکھوں نہیں کوئی تم سا
 زمین پر نہ فلک پر کہیں کوئی تم سا
 نہ آیا جگ میں شہنشاہ دو جہاں ہو کر
 مرے حضور! چٹائی نشیں کوئی تم سا

نیشن سٹریٹ

جو گم خیالِ شہر بحر و بر میں رہتا ہے
 غلط کہ وہ کسی خوف و خطر میں رہتا ہے
 مرے لیے تو وہ سگ بھی ہے محترم عارف
 جو شاہ کون و مکان کے نگر میں رہتا ہے

صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر احتیاج زمانہ سے بے نیاز کریں
 وہ جس کو اپنی توجہ سے سرفراز کریں
 ہمیں ہے پیار خدا کے حبیب سے عارف
 ہم اس تعلق و نسبت پہ کیوں نہ ناذ کریں

صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

سر پہ اک سائبان رہتا ہے
 ہم پہ رب مہربان رہتا ہے
 کس قدر خوش نصیب ہیں عارف
 ہر گھری ان کا دھیان رہتا ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ

نام ان کا پکار لیتے ہیں
 تلخ لمحے گزار لیتے ہیں
 گنبد سبز کے تصور میں
 خوب لطف بہار لیتے ہیں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ

مدینہ مدینہ پکارا کروں مئیں
 یوں ہی زندگانی گزارا کروں میں
 فقط آپ ہی کو صدادوں مسلسل
 کوئی اور غم کا نہ چارا کروں میں

صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

خُتَّارِ خُلد ، ساقی کوثر مرا نبی
 طاہر مرا نبی تو مطہر مرا نبی
 احمد بھی اور حامد و محمود بھی ہے وہ
 بے مثل و بے نظیر پیغمبر مرا نبی

صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

خلق میں تجھ سا کوئی پیارا نہ ملے گا
 محبوب کوئی ایسا دل آرائنا نہ ملے گا
 پایا نہ ہو جس نے ترے نعلین کا صدقہ
 ایسا کوئی جگنو کوئی تارا نہ ملے گا

صلح و رحم

بن گیا ہے کچھ ایسا، سلسلہ مدینے سے
ہر گھری ہے اب اپنا رابطہ مدینے سے
سوئے طیبہ دیکھا ہے جب کسی بھی حاجت میں
پل میں پالیا ہم نے مدد عا مدینے سے

صلح و رحم

ٹوچہ سرورِ عالم کی ہوا مانگی ہے
بس یہی ایک دعا صبح و مسا مانگی ہے
ذور ہو جائے معاصی کا اندر ہیرا یارب
چار سو اسمِ محمد کی ضیا مانگی ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے شاہِ خوشِ خصال! تجھے دیکھنے کے بعد
سب مٹ گئے ملاں تجھے دیکھنے کے بعد

تو مل گیا تو سارا جہاں مل گیا مجھے
کوئی نہیں سوال تجھے دیکھنے کے بعد

گویا کہ ہم نے دیکھ لیا اے شہِ ام!
اللہ کا جمال ، تجھے دیکھنے کے بعد

دل کا، جگر کا، جان کا، اے حُسْنِ کائنات!
کس کو رہے خیال، تجھے دیکھنے کے بعد

دونوں جہاں میں ہو گئی حد درجہ معتر
شخصیتِ بلال تجھے دیکھنے کے بعد

عارف کو اپنی ذات پہ خود فخر و ناز ہے
پایا ہے وہ کمال تجھے دیکھنے کے بعد

حَسْنَةٌ وَرِبْعَةُ حَسَنَاتٍ

رفقِ بزمِ کائناتِ حضور
زینتِ مغلِ حیاتِ حضور

آپ پر ختمِ اکملیت ہے
آپ ہیں جامعِ الصفاتِ حضور

مل گیا مجھ کو آپ کا دامن
بن گئی صورتِ نجاتِ حضور

دیکھ دل سے انہیں صدادے کر
ٹال دیتے ہیں مشکلاتِ حضور

روز و شب، صبح و شام، ہر ساعت
آپ کی ذات پر صلوٰۃ حضور

عرض احوال کی نہیں حاجت
جان لیتے ہیں دل کی بات حضور

آپ کے در سے دور ہارفَ کی
کیا حیات اور کیا ہمایت حضور

(صلح و آنحضرت)

دو جگ کا سردار مدینے والا ہے
خلقت میں شہ کار مدینے والا ہے

کیا غم، کیسی فکر، کہاں کی تکلیفیں
مولن اور غم خوار مدینے والا ہے

رب کی عطا سے ارض و سما کی ہر شے کا
مالک اور مختار مدینے والا ہے

نسبت آقا ہی سے نام ہے لوگوں میں
عزت اور وقار مدینے والا ہے

ذات اُسی کی چارا ہر بے چارے کا
نبے یاروں کا یار مدینے والا ہے

کہنے کو تواور بہت سی باتیں ہیں
موضوع اشعار مدینے والا ہے

کام نہیں دنیا کے حسینوں سے عارف
دلبر اور دلدار مدینے والا ہے

الْفُلَجُ وَالْمُنْزَلُ

نگاہوں میں ہر دم سائے مدینہ
مرے حال پر ہے عطاۓ مدینہ

معنبر معنبر مدینے کی مٹی
معطر معطر ہوانے مدینہ

مدینے سے میری ہے نسبت کچھ ایسی
مدینہ مرا ، میں براۓ مدینہ

پیوں گھول کر اور سُرمہ بناؤں
جو ہاتھ آئے خاکِ شفاۓ مدینہ

بسا دے الہی ! تصور میں میرے
 فقط اک خیالِ فضائے مدینہ
 وہیں اپنا دم توڑ دوں کاش عارف
 خدا خیر سے جب دکھائے مدینہ

صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم

ایسا لگتا ہے کہ ہیں نور کے دھارے سارے
رشکِ فردوس ہیں طیبہ کے نظارے سارے

جو ٹھیک ہوئے دنیا کے سہارے سارے
کام بگڑے ہوئے آقا نے سنوارے سارے

آپ کے دم سے مہ و مہر میں تابانی ہے
آپ کے فیض سے روشن ہیں ستارے سارے

سن کے آقا ترے الطاف و کرم کا شہرہ
آگئے در پہ ترے درد کے مارے سارے

تیری رحمت ہی سہارا ہے ہمارا ورنہ
ہیں تو بگڑے ہوئے اطوار ہمارے سارے

حشر میں کوئی بھی جب کام نہیں آئے گا
آئیں گے پاس تمہارے تھکے ہارے سارے

اہل بیت شیر کو نین ہمیں دل سے عزیز
ان کے اصحاب ہمیں جان سے پیارے سارے

چورہ و گولڑہ و تونہ و بغداد و نجف
کسبِ فیضانِ نبی کے ہیں ادارے سارے

میرے اللہ نے فرمائے ہیں نازل عارف
مدحِ محبوب میں قرآن کے پارے سارے



لب پر ہمارے نام تمہارا ہے اور بس
اس نام سے ہی اپنا گزارا ہے اور بس

تالیف قلب میں ہے فقط اس قدر ہی دیر
انکشتِ مصطفیٰ کا اشارہ ہے اور بس

نام حضور ہی سے ٹلیں ساری مشکلیں
بے چارگی میں اک یہی چارا ہے اور بس

میں جانتا ہوں واعظو منظر بہشت کا
سرکار کے نگر کا نظارہ ہے اور بس

جس کے لیے خدا نے کیے خلق دو جہاں
وہ ہم کو دو جہاں سے پیارا ہے اور بس

عارف نہیں ہے اور کسی سے کوئی امید
اللہ کے نبی کا سہارا ہے اور بس

صلح دار

نبی ہیں مقتدی سارے، امامت ہو تو ایسی ہو
ہوئے اللہ کے مہماں، قرابت ہو تو ایسی ہو

نہ ہو سرکار سے بڑھ کر کوئی مخلوق میں پیارا
رسول اللہ کی دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

وہ مقصود جہاں ٹھہرے، وہی ایماں کی جاں ٹھہرے
نیابت ہو تو ایسی ہو، نبوت ہو تو ایسی ہو

وہ بن مانگے ہی پوری کر رہے ہیں حاجتیں ساری
گدائے در پہ آقا کی عنایت ہو تو ایسی ہو

کریں کافر بھی آنکھیں بند کر کے اعتماد ان پر
امانت ہو تو ایسی ہو، صداقت ہو تو ایسی ہو

نہیں کچھ پارسائی کا مجھے دعوئی مگر عارف
ہوں ان کی مدح پرفائز، سعادت ہو تو ایسی ہو

الحمد لله رب العالمين

آن میں، شان میں، شوکت میں اضافہ ہو گا

ان کی توصیف سے عزت میں اضافہ ہو گا

پڑھتے رہیے شہر عالی پہ بصد شوق درود

خوب اللہ کی رحمت میں اضافہ ہو گا

ان کی سیرت سے سجا لجیے باغ ہستی

رنگ میں، نور میں، نکھلت میں اضافہ ہو گا

بڑھتی جائے گی محمد کی محبت جتنی

اتنا ایمان کی لذت میں اضافہ ہو گا

رہے حضرت کا تصور پئے دورانِ نماز
اس طرح ذوقِ عبادت میں اضافہ ہو گا

ہے 'وَلَلَا خَرَّهُ خَيْرٌ' سے ثابت عارف
ہر گھری آپ کی رفتت میں اضافہ ہو گا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہو گیا ہونٹوں پہ تیرا ذکر جاری واہ وا
اس لئے تو دل پہ ہے اک کیف طاری واہ وا

میں فدا اُن پر کہ جب بھی غم سے دل بو جھل ہوا
آگئے فوراً برائے غم گساری واہ وا

سازے سکھ سب راحتیں اس کے مقابل بے مزہ
بھر طیبہ میں ہماری بے قراری واہ وا

دولت دارین ان کی جھولیوں میں آگئی
بن گئے جو آپ کے در کے بھکاری واہ وا

دو جہاں میں سرخوئی کی ضمانت ہو گئی
ستپ کونین کی مدحت نگاری واہ واہ

رب نے بگوایا ہے قرب خاص میں محبوب کو
جا رہی ہے عرش پر اُن کی سواری واہ واہ

لیوں نہ ہو بے تاب عارف حاضری کے واسطے
حوالہ رکھ آئے گی تیری بھی باری واہ واہ

صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتنی پڑ کیف زندگانی ہے
ہر گھری شغلِ نعمتِ خوانی ہے

بولنا بھی رسول اکرم کا
حق تعالیٰ کی ترجمانی ہے

بے مثیل و مثال ہیں مولا
ان کا ہمسر نہ کوئی ثانی ہے

دونوں عالم میں سرخرو خپرا
آپ کی بات جس نے ماں بے

اتباع حضور ہی یارو!
حُت سرکار کی نشانی ہے

حاضر در ہے مجھ سا عاصی بھی
میرے آقا کی مہربانی ہے

اُن کی اُلفت ہے دائی مونس
اور جو نشے ہے، آفی جانی ہے

حضر میں بھی اسی طرح عارف
بزمِ نعت نبی سجادی ہے

اللهم اسْأَلْنَا
صَلَوةً وَسُكْنَى

کھوئے ہوئے سرکار کی الْفَت میں رہیں گے
سرشار مدینے کی محبت میں رہیں گے

مامون بھلا کیوں نہ قیامت میں رہیں گے
ہم سرو در عالم کی معیت میں رہیں گے

لُٹیں گے یونہی رحمت باری کے خزینے
صرف سدا آپ کی مدحت میں رہیں گے

کیا گرمی محشر کی غلاموں کی ہو پرواہ
ہم سایہ دامان رسالت میں رہیں گے

بھتی ہے جہاں مختلِ ذکرِ شہ وala
وہ گھرِ مرے مولا کی حفاظت میں رہیں گے

منظورِ نظرِ رب کے وہ ہو جائیں گے عارف
جو شاہِ مدینہ کی اطاعت میں رہیں گے

صلوات اللہ علیہ و آله و سلم

حبیبِ خدا کی شنا اللہ اللہ
یہ میں اور یہ مرتبہ اللہ اللہ

جمالِ خدا کا ہے عکسِ منور
نبی کا رُخ واپسی اللہ اللہ

رہی ہے ہمیشہ لبِ مصطفیٰ پر
عدو کے لئے بھی دعا اللہ اللہ

زبانِ نبی ترجمانِ خدا ہے
اٹل ہے نبی کا کہا اللہ اللہ

مرا سر ہے اور آپ کا سنگ در ہے
مجھے مل گیا مدعا اللہ اللہ

زمیں پر بہشت بریں کا ہے منظر
دیارِ نبی کی فضا اللہ اللہ

کہوں کیا جو پہنچا مدنیئے میں عارف
ہوئی مجھ پہ کیا کیا عطا اللہ اللہ

الْفَهْرِشُ
صَلَاحُ دَاهِرٍ

خُلد کا حقدار ہونا چاہیے
مصطفی سے پیار ہونا چاہیے

یا الہی ! روضۃ محبوب کا
جیتے جی دیدار ہونا چاہیے

موت آئے تو نظر کے سامنے
جلوہ سرکار ہونا چاہیے

دائی راحت کی خاطر آپ کا
سایہ دیوار ہونا چاہیے

حاضر دربار ہونے کے لئے
صاحب کردار ہونا چاہیے

گردش حالات کا یا مصطفیٰ
بے اثر ہر دار ہونا چاہیے

جو بھی حاضر ہیں، ظفیل پنچتن
سب کا بیڑا پار ہونا چاہیے

سیرت آقا پاے عارف عمل
زیست کا معیار ہونا چاہیے

الصلوة شریفہ
صلوة شریفہ

رنگینی طیبہ پہ فدا حُسن ارم ہے
کیا شانِ حرم، شانِ حرم، شانِ حرم ہے

کھویا ہوا رہتا ہوں تصور میں اُنہی کے
اک کیف بہم، کیف بہم، کیف بہم ہے

مختارِ دو عالم کی گدائی کے مقابل
کیا جاہ و حشم، جاہ و حشم، جاہ و حشم ہے

نامِ شہرِ والا کا وظیفہ ہے لبوں پر
اب کوئی نہ غم، کوئی نہ غم، کوئی نہ غم ہے

کہتے ہیں عرب کا بھی اسے ماہِ مُنور
وہ مہرِ عجم، مہرِ عجم، مہرِ عجم ہے

میں مدحت سرکار پہ مامور ہوں عارف
یہ ان کا کرم ان کا کرم، ان کا کرم ہے

الشاعر شمس الدين
الصلوي وابن الصالح

اے کاش ان کے شہر کو جانا نصیب ہو
جا کر غم فراق سنانا نصیب ہو

کیا ہو جو بیت جائے وہیں ساری زندگی
اپنے پیا کے دلیں ٹھکانا نصیب ہو

دونوں جہاں میں شاد وہی شخص ہے جسے
عشقِ نبی میں اشک بہانا نصیب ہو

میں بھی ہوں خستہ حال مجھے بھی کرم کی بھیک
اے فخر و افتخار زمانہ! نصیب ہو

اب تو ہمیں بھی روضہ اطہر کی دید ہو

اب تو ہمیں بھی بخت جگانا نصیب ہو

عارف نصیب سے جو پہنچ جائیں اُس نگر

واپس خدا کرے کہ نہ آنا نصیب ہو

اللهم صل على نبيك
صل على ولدك
صل على عشيرتك

کس قدر مجھ پر خدائے پاک کا اکرام ہے
رات دن لب پر محمد مصطفیٰ کا نام ہے

دوستو ہر ابتلا میں آزماء کر دیکھ لو
ذکر شاہ انبیا کا دافع آلام ہے

آفتیں ہیں مشکلیں ہیں ان کی چوکھت سے الگ
ان کے دامن میں سکون ہے امن ہے آرام ہے

معتر ہے محترم ہے اور ہے عالی مقام
جو نبی محتشم کا بندہ بے دام ہے

چل کے ان کی سیرتِ اطہر پہ ہو جاؤ امر
سارے پیغاموں کا اک پیغام یہ پیغام ہے

دستِ سرکارِ مدینہ ہی کی ہے عارف عطا
جس کسی پہ جو بھی دنیا میں کوئی انعام ہے

مُصطفیٰ
حَسَنَتْ

معدنِ فیض کہیں، منعِ برکات کہیں
آپ کو مرکزِ الاطاف و عنایات کہیں

پائے سرکارِ دو عالم سے اے نبت ہے
خاکِ طیبہ کو نہ کیوں قیمتی سوغات کہیں

جو شہ میں آتی ہے اللہ کی رحمت یارو
جس گھڑی سرورِ کونین کی ہم نعمت کہیں

آپ کے در سے فقیروں نے مرادیں پائیں
آکے قدموں میں شہنشاہ بھی حاجات کہیں

جس کو دنیا میں ملے کوئی بھی نعمت حق سے
ہم اسے کوچھ محبوب کی خیرات کہیں

آپ کی یاد میں ہو جائیں جو لمحات بسر
اہلِ دل بس انہی لمحات کو لمحات کہیں

مقصدِ زیست ہیں وہ، چاصلِ کونین ہیں وہ
جانِ ایمان کہیں، روحِ عبادات کہیں

بھیجیں تسلیم بصد شوق نبی پر عارف
روزو شب سرورِ کونین پر صلوات کہیں

الْعَزَّةُ لِلَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وجہ وقار ، باعثِ عزت حضور ہیں
مومن کی اصل دولت وثرت حضور ہیں

ہوتی ہے فیض یا ب اسی در سے کائنات
مختارِ گل ہیں، قاسم نعمت حضور ہیں

ہر خیر کے حصول کا مرکز مرے رسول
کانِ عطا و بخیر سخاوت حضور ہیں

ہیں بے کسوں کے دادرس ۰ پارہ رودھی
سارے جہاں کے واسطے رحمت حضور ہیں

ان کے بغیر آئے بھلاکس طرح سکوں
دل کا قرار، جان کی راحت حضور ہیں

میں خواب دیکھتا نہیں خُرو قصور کے
عارف مری طلب مری چاہت حضور ہیں

الحمد لله رب العالمين
صلوة الله وسلامه

کونین میں کونین کا مختار بہت ہے
میرے لئے سرکار کا دربار بہت ہے

کرتا ہے فقط پیروی اسوہ آقا
جو شخص کہ آقا کا وفادار بہت ہے

طیبہ میں بلا لیں مجھے طیبہ میں بلا لیں
سرکار سے اس بات کا اصرار بہت ہے

خوش بخت ہے وہ شخص جسے آپ سے آقا
اُفت ہے بہت اُنس بہت پیار بہت ہے

کیوں ان کو دعاوں میں بناوں نہ وسیلہ
اللہ محمد کا طرف دار بہت ہے

اوروں کو، ہی اوروں کے مبارک ہوں سہارے
مجھ کو تو مرا حامی و غم خوار بہت ہے

سرکار شفاعت کا طلب گار ہے عارف
یہ آپ کا ہے گرچہ گنہ گار بہت ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسالم)

اے شہِ ابرار! رحمت کی نظر
مالک و مختار! رحمت کی نظر

ہوں گرفتارِ مصائب یا نبی!
اے مرے غم خوار! رحمت کی نظر

ہو کرم امت کے حالِ زار پر
رحمتِ غفار! رحمت کی نظر

آپ کی ألفت سے ہر دم یا نبی!
میں رہوں سرشار، رحمت کی نظر

قاسم نعمت خدا کے اذن سے
آپ ہیں سرکار، رحمت کی نظر

ستوں پر استقامت دیجئے
صدقة عطاؤ، رحمت کی نظر

جائے جس جاہ ساتھ عارف کے رہے
نعمت کی مہکار، رحمت کی نظر

صلی اللہ علیہ وسلم

احمد و محمود ہیں، پیغمبر و مطہ آپ ہیں
چیکر انوار ہیں، رحمت سراپا آپ ہیں

دونوں عالم میں کوئی ثانی نہیں ہے آپ کا
ذات ہے بے مثل جس کی، ایسے یکتا آپ ہیں

کیا پڑی مجھ کو کہ اس دنیا کے جھگڑوں میں پڑوں
میں تو اتنا جانتا ہوں میری دنیا آپ ہیں

آپ میری سوچ میں ہیں، آپ میری فکر میں
آپ میرا مدعایہ، میری تمنا آپ ہیں

کیا کریں گے یہ جہاں والے مری چارہ گری
میں تو وہ بیمار ہوں جس کے میجا آپ ہیں

آپ نے سب مشکلیں آسان کی ہیں، آپ نے
آپ ہیں، عارف کے ہر دکھ کا مداوا آپ ہیں

صلح و امن
اللهم

دنیا میں اُسے رنج نہ محشر میں سزا ہے
جو دامنِ سرکار سے وابستہ ہوا ہے

ہر ایک خوشی اُس کے مقدر پہ ہے قربان
جس کو غمِ سرکار مقدر سے ملا ہے

مشکل کے لیے خود ہی کوئی بن گئی مشکل
جب بھی کبھی مشکل میں ترانام لیا ہے

ہو خاتمه بالآخر در شاه پہ میرا
تجھ سے مرے اللہ یہی ایک دعا ہے

لچپاں ہیں سرکار کرو پیار انہی سے
دُنیا میں تو اُلفت نہ مرقت نہ وفا ہے

کچھ فکر نہیں مجھ کو اندھیروں کی ذرا بھی
ہر سو مرے سرکار کے جلووں کی ضیا ہے

اس خوبی قسمت پہ مجھے ناز ہے عارف
ہونٹوں پہ مرے سردارِ عالم کی شنا ہے

اللهم
صلحْ دارِ
الْمُهْبَطِ

یا نبی! ایمان میں الی حرات چاہیے
ہر محبت سے سوا تیری محبت چاہیے

حشر میں بھی کام جو آئے وہ دولت چاہیے
تیرے کوچے کی گدائی کی سعادت چاہیے

ہر گھری بس چاہیے تیرا تجھیل ذہن کو
اور ہونٹوں کو فقط تیری ہی مدحت چاہیے

جو بنادے پُر اثر آقا تری توصیف کو
وہ حلاوت وہ فصاحت وہ بلاغت چاہیے

چاہتے ہو دونوں عالم میں سرآفرازی اگر
ہر قدم شاہ مدینہ کی اطاعت چاہیے

آگیا عارف پناہ سید کونین میں
اس سے بڑھ کر اور کیا راحت کی صورت چاہیے

صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہوائے طیبہ چلی ہو تو نعمت ہوتی ہے
نظر میں ان کی گلی ہو تو نعمت ہوتی ہے

وہ خاک جس کو ہے پائے حضور سے نسبت
جو اپنے رُخ پہ ملی ہو تو نعمت ہوتی ہے

کمال فکر نہ کسپ ہنر کی بات ہے یہ
عطائے ربِ جلی ہو تو نعمت ہوتی ہے

ملے غلامی شیر و شبر و زہرا
نصیبِ حبِ علی ہو تو نعمت ہوتی ہے

بہارِ گنبدِ خضری سے جاں رہے مسرور
شگفتہ دل کی کلی ہو تو نعمت ہوتی ہے

فقط زبان سے دعویٰ نہ ہو محبت کا
نمودہ عَمَلی ہو تو نعمت ہوتی ہے

اُنہی کی یاد اُنہی کے خیال میں عارف
ہر ایک سانس ڈھلی ہو تو نعمت ہوتی ہے

صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

آج محبوب رب العالی آگئے
آگئے خاتم الانبیاء آگئے

چھٹ گئیں سب زمانے کی تاریکیاں
بن کے خورشید خیرالورتی آگئے

اس نوپر مسیحا کا چرچا ہوا
وہ خلیلِ خدا کی دعا آگئے

لوٹ لو رحمتیں مانگ لو بخششیں
دھوم ہے فخر بودوسخا آگئے

آگئے بے امانوں کی بن کر اماں
بے نواوں کی بن کر نوا آگئے

کیوں نہ عارف مقدر پہ اتراؤں میں
میرے آقا و مشکل کشا آگئے

الصلح والسلام

رحمتوں کی بات ہونی چاہیے
پھر نبی کی نعمت ہونی چاہیے

ساری کائنات سے بڑھ کر عزیز
آپ ہی کی ذات ہونی چاہیے

کیجیے شیطان کو زیر دزبر
نفس کو بھی مات ہونی چاہیے

آپ سے دل کھول کر باتیں کروں
ایسی بھی اک رات ہونی چاہیے

ختم اب تو اے انیس بے کسان !
تلخیٰ حالات ہونی چاہیے

لب رہیں خاموش اور آنسو بھیں
یوں بھی ان سے بات ہونی چاہیے

عارفِ عاصی پہ بھی یا مصطفیٰ
بارشِ خیرات ہوئی چاہیے

الصَّلَوةُ الْمُكَبَّلَةُ

میری زباں پہ جس گھڑی، نام حضور آگیا
دل کو قرار مل گیا، جان کو سُرور آگیا

بخشش کی راہ مل گئی، ان کی پناہ مل گئی
میں بھی درِ حضور پہ لے کر قصور آگیا

دارین کی سعادتیں، اس کا نصیب ہو گئیں
جس کو شانے سرورِ دیں کا شعور آگیا

پھیل گئے چہار سو، روشنیوں کے سلسلے
شکلِ رسولِ پاک میں، خالق کا نور آگیا

دیکھی کسی نے کب کہیں، ایسی فضائے دل نہیں
شہرِ نبی میں ہر قدم جلوہ طور آگیا

درستے نہ اپنے ٹالنا، مولائے گل! سنہالنا
عارف ترے حضور میں، زخموں سے چور آگیا

الحمد لله رب العالمين
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کوئی رنج ہے نہ غم ہے، یہ حضور کا کرم ہے
مجھے ہر خوشی بہم ہے، یہ حضور کا کرم ہے

ملی نعمت کی سعادت، کوئی کم نہیں یہ نسبت
مری ذات محترم ہے، یہ حضور کا کرم ہے

ہوئی دُور میری دُوری، مجھے مل گئی حضوری
مرے سامنے حرم ہے، یہ حضور کا کرم ہے

میں گدائے در ہوں اُن کا، مری رفتیں نہ پوچھو۔
مرے ہر قدم ارم ہے، یہ حضور کا کرم ہے

کبھی ذکر پنج تن کا، کبھی مدح غوثِ اعظم
مرے لب پر دم بدم ہے، یہ حضور کا کرم ہے

غمِ مصطفیٰ ہے عارف، سببِ حصولِ بخشش
یہ جو آنکھ میری نم ہے، یہ حضور کا کرم ہے

صلح و آنحضرت
الصلح و آنحضرت

دنیا میں بھی ساتھ ہے میرے وہ میرا رکھواں
 قبر میں بھی سرکار کے دم سے، ہو گا نور اجالا
 کس نے کہا مجھ کو بھی پڑے گا، گرمی حشر سے پالا
 سر پہ ہے میرے میرے نبی کی رحمت کا دوشالا

ہر عاشق کی آنکھ کا تارا، تیرا شہر مدینہ
 ہر بے چارے کا ہے چارا، تیرا شہر مدینہ
 رب کی رحمت کا فوارا، تیرا شہر مدینہ
 دنیا کے ہر شہر سے پیارا، تیرا شہر مدینہ

کاش مدینے والے کا مجھ کو بھی پیام آجائے
 عشق نبی کا کوئی تو جذبہ میرے بھی کام آجائے
 میرے حصے میں بھی خدا کا، یہ انعام آجائے
 طیبہ نگر جانے والوں میں، میرا بھی نام آجائے

میں نہیں کہتا چین، سکون، آرام اور راحت دے دو
 میں نہیں کہتا عزت، شہرت، شان و شوکت دے دو
 میں نہیں کہتا مجھ کو زمانے بھر کی دولت دے دو
 صدقے میں حسین کے آقا اپنی محبت دے دو

وہ مکی مدنی آقا جانِ جاناں ہمارا
 سرورِ عالم، نورِ مجسم، وہ، ذیشان ہمارا
 عشق شہرِ بطن کا عارف، ہے ایمان ہمارا
 طیبہ والا دونوں جہاں میں، مان تران ہمارا

الحمد لله رب العالمين
صلوة وسلام على نبينا

بڑا شرف ہے کہ سرکار سے عقیدت ہے
اس ایک حُسن کے شہ کار سے عقیدت ہے

ہم اہل بیت نبی کے ہیں چاہنے والے
ہمیں حضور کے ہر یار سے عقیدت ہے

نبی کا گنبدِ خضری بسا ہے آنکھوں میں
نبی کے روپے کے مینار سے عقیدت ہے

یقین ہے کہ سبھی کچھ یہیں سے ملتا ہے
ہمیں حضور کے دربار سے عقیدت ہے

ہمیں ہے پیار دیارِ نبی کی مٹی سے
وہاں کے کوچہ و بازار سے عقیدت ہے

ہمیں پسند ہے طیبہ کی زندگی عارف
نبی کے شہر پر انوار سے عقیدت ہے

الشیخ شمس الدین
صلح و رحم

مدحتِ مصطفیٰ کا صلہ دیکھیے
میرے سر سے ٹلی ہر بلا دیکھیے

دونوں عالم میں ہونا ہے گر کامیاب
اپنا سب کچھ اپنی پہ لٹا دیکھیے

خود بخود دور ہوں گی سبھی آفتیں
جابجا ان کی محفل سجا دیکھیے

یا نبی ! آپ کے شہر کی دید کو
ہم تڑپتے ہیں صح و مسا دیکھیے

دور کر دیجئے خستہ حالی مری
سوئے مسکین پہ لطف و عطا دیکھیے

ان کے مدحت نگاروں میں عارف بھی ہے
دیکھیے اس کا بخت رسا دیکھیے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مجھے کیا نار کا کھٹکا، مرے آقا سلامت ہیں
ساؤ خلد کا مژدہ، مرے آقا سلامت ہیں

مجھے کیا خوف کیا خطرہ نہیں ہوں میں کبھی تھا
ہے ہر دم ساتھ آقا کا، مرے آقا سلامت ہیں

نہ پھلے گا کسی بھی غیر کے آگے مرا دامن
جو داتاؤں کے ہیں داتا، مرے آقا سلامت ہیں

پھروں در در بھلا کیونکر، رہے قائم دریور
یہیں مرتا یہیں جینا، مرے آقا سلامت ہیں

عقیدہ ہے یقیں ہے اور مرا ایمان ہے عارف
کیا ہے ظاہری پردہ، مرے آقا سلامت ہیں

(بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَلٰی

کہاں تک ہجر کے صدمے اٹھاؤں یا رسول اللہ
حضوری کا شرف میں بھی تو پاؤں یا رسول اللہ

مجھے دنیا اسی ناطے سے جانے اور پہچانے
تمہارے ہی ہمیشہ گیت گاؤں یا رسول اللہ

مری سب زندگانی نعمت خوانی میں گزر جائے
تمہاری محفلوں میں آؤں جاؤں یا رسول اللہ

وہ دن آئے کہ میں آکر تمہارے آستانے پر
تمہیں سب داغ سینے کے دکھاؤں یا رسول اللہ

سمجھتا ہے اسے بھی خاص انعام خدا عارف
تمہاری یاد میں آنسو بہاؤں یا رسول اللہ

(صلوات اللہ علیہ و آله و سلم)

بڑی امید بخش ہے خدا سے
عقیدت ہے محمد مصطفیٰ سے

اٹھی کس پر نہ ان کی چشم رحمت؟
رہا محروم کون ان کی عطا سے؟

خدا کی ملک کے مالک ہیں آقا
بھرے ہیں آپ ہی نے سب کے کا سے

ز ہے قسم کہ ہے پہچان میری
رسول اللہ کی مدح و شنا سے

انہی کا خام ہے ہر غم میں کافی
نہیں درکار دنیا کے دل سے

عطاء ہو شربت دیدار ساتی
پڑے ہیں آپ کی چوکھٹ پہ پیاسے

اگرچہ لوت آئے ہم ولیکن
نہ لوتا دل مدینے کی فضا سے

دیارِ دل بڑا روشن ہے عارف
ضیائے الفت غیر الورثی سے

صلح و امن

نہ دنیا والوں کے جور و جفا کی بات کرو
مرے حضور کے مہر و وفا کی بات کرو

کہیں بھی اس کے علاوہ کوئی پڑھ نہیں
عزیزو دامنِ خیر الوری کی بات کرو

یہاں تو جو کوئی ملتا ہے دل ذکھاتا ہے
نبھانے والے مرے مصطفیٰ کی بات کرو

نہ شب کو چیر کے پھونٹے سحر تو پھر کہنا
ذرانی کے زخِ واضحی کی بات کرو

جہاں سے جائے سوالی نہ کوئی بھی خالی
درِ رسول کے فیض و عطا کی بات کرو

ہر احتیاج سے جو بے نیاز ہے عارف
”دائے گوئے حبیبِ خدا کی بات کرو

الْعَلِيُّ شَرِيفٌ
صَاحِبُ الْحَسَنَاتِ

وظیفہ اسم نبی کا زبان پر رکھنا
مصیبتوں کے مخالف یہی سپر رکھنا

سپرد آپ کے سارے معاملات کیے
حضور میرے سب احوال پر نظر رکھنا

سفر حیات کا آسانیوں میں گزرے گا
خیالِ شاہ بہر گام ہم سفر رکھنا

اجل بھی خیر سے آجائے کاش اُس لمحے
نصیب ہو جو درِ مصطفیٰ پر سر رکھنا

کبھی تو جاگتی آنکھوں سے دیکھ آئیں گے
سجا کے قلب و نظر میں وہی نگر رکھنا

بروز حشر یہی کام آئے گی عارف
متاعِ عشق پیغمبر سننجال کر رکھنا

اللّٰهُ شَرِيكٌ
صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ

کیف و مستی سے ہمیں بھر پور جینا مل گیا
شکر ہے اللہ کا ، ذوقِ مدینہ مل گیا

کیوں نہ ہونا زال وہ اپنی خوش نصیبی پر جسے
ان کے غم میں گریہ روز و شبینہ مل گیا

زندگی کے سب مہینے اُس مہینے پر ثار
کوچہِ محظوظ میں جو اک مہینہ مل گیا

آتشِ دوزخ اسے کیونکر جلانے گی جسے
الفیٹ سرکار سے معمور سینہ مل گیا

پھر اسے دنیا کا کوئی عطر بھایا ہی نہیں
آپ کے رُخسار کا جس کو پسینہ مل گیا

مل گئی عارف غمِ سرکار کی دولت مجھے
ہر خزینے سے مجھے اعلیٰ خزینہ مل گیا

(صلح و آنحضرت)

اُس کی قسمت پہ فدا راحت جنت ہو گی
جس کے دامن میں ترے پیار کی دولت ہو گی

ہر گھری آپ کی فرقت میں قیامت ہو گی
آپ طیبہ میں بلا لیں تو عنایت ہو گی

حر ز جاں جس نے بنایا ہے درود اور سلام
خوب اس شخص پہ اللہ کی رحمت ہو گی

نامِ سرکار حوالہ ہے تو پھر غم کیا ہے
دونوں عالم میں اسی نام سے عزت ہو گی

اسوہ شاہ مدینہ جو رہے پیش نظر
دشمنوں سے بھی بنه پھر کوئی شکایت ہوگی

آپ کا ذکر ہی کام آئے گا بے چینی میں
چین و راحت کی کوئی اور نہ صورت ہوگی

نام لیوا ہوں میں محبوب، خدا کا عارف
میری بخشش اسی نسبت میں کی بدولت ہوگی

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ
صَلَوةُ الرَّسُولِ وَسَلَامُهُ وَرَحْمَتُهُ

ان کے آستاں پہ سر جھکائیں گے، پھر کہیں سکونِ قلب پائیں گے
آئیں گے نظر جو ان کے بام و در، دل کی ساری تشنجی بجھائیں گے

بزمِ مصطفیٰ سجا لیا کرو، ان کو در و دل نا لیا کرو
آپ ہی تو ہیں پناہ بے گساں، قیدِ غم سے آپ ہی چھڑائیں گے

ان کے راستے سجا سنوار کر، دل سے ان کو دیکھیے پکار کر
آئیں گے وہ آئیں گے، آئیں گے وہ آئیں گے وہ آئیں گے

جوڑ لے جو ان سے رشتہ وفا، اور دل سے مساوا کو دے بھلا
ایسے بخت کے دھنی کو مصطفیٰ، اپنے ساتھ خلد میں بسایں گے

خوبِ مصطفیٰ سے پیار کیجیے، ان پر زندگی نثار کیجیے
زندگی میں اور قبر و حشر میں، جو کہ مشکلات سے بچائیں گے

نکھلوں سے رنگ و نور سے بھرا، آپ کا مدینہ منورہ
جائے ایک بار دیکھ آئیے، اور سب نظارے بھول جائیں گے

ایک دن کرم کرے گا کبریا، عادفِ حزیں وہ وقت آئے گا
ہم بھی پیشِ روضہ مقدسہ، حالِ دل حضور کو سنائیں گے

صلح و آنحضرت

شانے احمد مختار کی تاثیر کیا کہنا
ملی مجھ کو زمانے میں بڑی توقیر کیا کہنا

جو کر بیٹھے خطا کوئی در آقا پہ آجائے
خدا سے بخشوا دیں گے وہ ہر تقسیر کیا کہنا

میں انکی نعمت لکھتا ہوں، میں انکی نعمت پڑھتا ہوں
مشیت سے ملی ایسی مجھے تقدیر کیا کہنا

ہوا تھا ریزہ ریزہ گردشِ ایام کے ہاتھوں
نبی کے اسم سے پھر ہو گیا تغیر کیا کہنا

درود پاک سر سے ٹال دیتا ہے بلاوں کو
یہ ہے ہر اک مرض میں نجٹھ اکسیر کیا کہنا

وہ نورِ اولیں آخر ہوا ظاہر زمانے میں
ربيع النور کی بارہ بروز پیر کیا کہنا

منور ہو گیا ظلمت کدھ غارف مرے دل کا
رسولِ ہاشمی کے پیار کی تنویر کیا کہنا

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ
صَلَوةُ الرَّسُولِ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَامٌ

اس نے مرے رب کی ہر نعمت، ہر فضل کو پا کے دیکھ لیا
جس نے شہر بطحاء کے در پردا من پھیلا کے دیکھ لیا

ہر ایک مصیبت دور ہوئی، سب ظلمتِ دل کافور ہوئی
ہم نے بھی تمہارا نام اپنے ہونٹوں پہ سجا کے دیکھ لیا

ہر ایک مرتضیٰ قسم پر ہونے کو تصدق آئی ہے
سرکارِ دو عالم کے غم کو سینے میں بسا کے دیکھ لیا

پھر نقشِ دنگارِ جنت بھی بھائے نہ نگاہوں کو اس کی
اک بار مرے آقا کا گنگر جس شخص نے جا کے دیکھ لیا

سرکار بلا لیں طیبہ میں، اب چین کہیں ملتا ہی نہیں
اشکوں کو بہا کے دیکھ لیا، دل کو سمجھا کے دیکھ لیا

جُز شاہِ مدینہ اے عارف، کوئی بھی نہ اپنے کام آیا
ہر ایک کو ہم نے دنیا میں ذکر دروسنا کے دیکھ لیا

(جُنہ غسل
حُسْن وَلَمَّا)

زندگی رنج و مصیبت سے بچالی جائے
ان کی چوکھٹ پہ جبیں اپنی جھکالی جائے

ذکرِ سرکار سے غافل نہ کوئی دن گزرے
یادِ آقا سے کوئی رات نہ خالی جائے

کیا کرے کوئی مدینے کی جدائی میں شہا!
جب کسی طرح طبیعت نہ سنجاہی جائے

سرخروئی کی مرے دوست یہی صورت ہے
قلب میں الفت سرکار بسائی جائے

چاشنی حُب نبی کی نہ ملے گی جب تک
دل سے دنیا کی محبت نہ نکالی جائے

حشر کا دن ہے، کئھن وقت ہے، آؤ عارف!
محفلِ نعت یہاں پر بھی سجا لی جائے

حکایت
حُسْن و حُشْم

مل گیا مجھ کو سہارا یا نبی!
جب مصیبت میں پکارا یا نبی!

بنخش دیجے اپنے در کی چاکری
پھر رہا ہوں مارا مارا یا نبی!

آپ کے دربار سے رہ کر جدا
ہو نہیں سکتا گزارا یا نبی!

ناقص الائیمان ہے جو جان نے
آپ کو جانے نہ پیارا یا نبی!

ہے نظر بے تاب شوقِ دید میں
اب تو ہو جائے نظارہ یا نبی!

آپ ہی کے نور سے ہے فیضِ یا پ
چاند ہے یا کوئی تارا یا نبی!

اپنے عارف کا بھگی ہو جائے بھلا
ایک رحمت کا اشارہ یا نبی!

الشاعر
صَدِيقُ الدِّينِ

میں جینے کا قریبہ چاہتا ہوں
فقط یادِ مدینہ چاہتا ہوں

کبھی تو خواب میں آ جائیں آقا!
میں جامِ دید پینا چاہتا ہوں

جو پہنچا دے کسی صورتِ مدینے
کوئی ایسا سفینہ چاہتا ہوں

جو ہو لبریز عشقِ مصطفیٰ سے
وہی پُر سوزِ سینہ چاہتا ہوں

نظر آئیں مجھے بھی ان کے جلوے
خدا! چشم بینا چاہتا ہوں

تمہاری ہی طلب میں موت آئے
اسی خواہش میں جینا چاہتا ہوں

میں عارفِ مصطفیٰ، کی سُچی سُچی
عقیدت کا خزینہ چاہتا ہوں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رب کا بڑا احسان مدینے والا ہے
میرا دین ایمان مدینے والا ہے

ذات اُسی کی مظہر ذات رپ علی
اللہ کا عرفان مدینے والا ہے

اور کوئی خواہش ہے نہ کوئی حسرت ہے
اس دل کا ارمان مدینے والا ہے

حشر میں ان کی الفت ہی کام آئے گی
بخشش کا سامان مدینے والا ہے

وہ جو نہ ہو تو نفسِ زمانہ رک جائے
کُل عالم کی جان مدینے والا ہے

سب نبیوں کا اور تمام رسولوں کا
سید اور سلطان مدینے والا ہے

اس کی عنایت مکنّتون پر ہر آن رہے
فضل و عطا کی کان مدینے والا ہے

کون ہوا برکار سا پیارا دنیا میں
عرش پہ بھی مہمان مدینے والا ہے

کُل مخلوق میں سب سے بڑھ کر اے عارف
صاحب عز و شان مدینے والا ہے

الْفَاتِحَةُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

آجائے بُلادا کبھی آتائے مدینہ
مجھ کو بھی ہے مدت سے تمنائے مدینہ

اللَّهُ رَعِيَ نَكِينِي شَهِيرٌ شَهِيرٌ بِطْحَا
پوچھو تو ذرا اُن سے جو دیکھ آئے مدینہ

سُنْتَ هِنَّ كَهْ عُشَاقَ كِي جَنَّتَ هِنَّ پِر
واپس نَه خَدَالَائَ جَوَ لَهُ جَائَهُ مدِينَه

جَقْتاً نَهِيَنَ نَظَرُوْنَ مِنْ كُويَ اُور نَظَارَه
دَلْ جَبَ سَهُوَا هِهِ مَرَا شِيدَاهُ مدِينَه

عَارَفَ هِهِ گَلَستانِ مدِينَه کِي تو كِيَا بَات
جَنَّتَ سَهِيَنِ بُرْدَهَ کَهِهِ صَحَراَهُ مدِينَه

حکایت
صلی اللہ علیہ و آله و سلم

ترا نام ہو کبھی وردِ لب، تو کبھی درودو سلام ہو
اسی رنگ میں ہو مری سحر، اسی حال میں مری شام ہو

جونظر میں تیری ادا نہ ہو، تری ذات ہو جونہ سامنے
نہ رکوع ہو نہ بجود ہو، نہ قعود ہو نہ قیام ہو

ترے عشق میں رہوں گم سدا، نہ خرد سے ہو کوئی واسطہ
جو پیا اویں دلال نے، مجھے بھی نصیب وہ جام ہو

تو ہی میرا محورِ جاں رہے، ترے نامِ دل کا مکاں رہے
تری یادِ میرا سکوت ہو، ترا ذکرِ میرا کلام ہو

نہ تو اپنی جان کو یوں گھلا، ذرا چین عارفِ بے نوا
اُسے فکرِ روز حساب کیا، جو حبیبِ حق کا غلام ہو

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

واہ کیا اوچ شان سرور ہے
خود خدا آپ کاشنا گر ہے

غم دنیا نہ فکرِ محشر ہے
ہاتھ میں دامن پیغمبر ہے

ہر متاع جہاں میر ہے
مجھ پر فیض آپ کا برابر ہے

رفعتوں پر مرا مقدر ہے
آپ کا در ہے اور مرا سر ہے

رشک صد دارا و سکندر ہے
ان کی چوکھٹ کا جو گداگر ہے

ساری مخلوق کی بہر اوقات
 صرف سرکار کے کرم پر ہے
 کون جانے کہ کس قدر عارف
 ذات آقا بلند و برتر ہے

الْفَوْزُ لِلْمُتَّقِينَ
صَلَوةً عَلَى مُحَمَّدٍ

فکرِ دنیا میں نہ آنکھوں کو بھگونا چاہیے
ہر گھڑی جگرِ مدینہ ہی میں رونا چاہیے

آنکھ میں جلوے بے طیبہ کے ہونے چاہیے
دل نبی کے عشق سے معمور ہونا چاہیے

چنتے رہنے چاہیے ہر دم درودوں کے گلاب
پیار کی مala میں پھر ان کو پرونا چاہیے

جاگنا بھی چاہیے پڑھتے ہوئے صلی علی
اور تصور باندھ کر طیبہ کا سونا چاہیے

جان فدا کرنی پڑے گر آپ کی ناموس پر
ایسا موقع ہاتھ سے ہرگز نہ کھونا چاہیے

دم بہ دم عارف اُنہی کی یاد، اُن کا ذکر ہو
پیار آقا کا رگ و پے میں سمونا چاہیے

الشیعہ
مسنی و آئینہ

بڑے ہی کام کا وہ لوگ کام کرتے ہیں
جو لوگ مدھت خیر الانام کرتے ہیں

جو پڑھتے رہتے ہیں پیغم درود اور سلام
وہ خود پہ نارِ جہنم حرام کرتے ہیں

میں ان کے بخت رسما پر ہزار دل سے فدا
جو صبح مکہ میں طیبہ میں شام کرتے ہیں

درود پڑھتے ہیں اور اذنِ باریابی کا
صبا کے ہاتھ روانہ پیام کرتے ہیں

ہیں ان کے حکم کے تابع فلک پہ شمس و قمر
نبی سے سنگ و شجر بھی کلام کرتے ہیں

ملی ہے جب سے گدائی تمہارے در کی مجھے
جهاں کے شاہ بڑا احترام کرتے ہیں

اب اٹھتا جاتا ہے اپنا یہاں سے جی عارف
پلو مدینے میں چل کر قیام کرتے ہیں

حَسْنَةٌ
جَنَاحَتْ

جس کو مرے نبی کی محبت ہوئی نصیب
 دونوں جہاں میں اسے عزت ہوئی نصیب

اس جیسا خوش نصیب جہاں میں کوئی نہیں
 جس کو غم رسول کی دولت ہوئی نصیب

کیونکر نہ فخر ہو انہیں اپنے نصیب پر
 جن کو درِ نبی کی زیارت ہوئی نصیب

کتنے ہیں با نصیب یہ میرے لب و دہن
 ان کو رسول پاک کی مدحت ہوئی نصیب

اللہ کے حبیب ہیں میرے رسول پاک
کس کو بھلا یہ شان یہ عظمت ہوئی نصیب

یارانِ مصطفیٰ کی رفاقت پر میں ثار
ہر دم نبی کی جن کو معیت ہوئی نصیب

عارف ہزار ڈھونڈتے پھرتے رہے سکوں
آخرانہیٰ کے ذکر سے راحت ہوئی نصیب

الْعَلِيُّ شَرِيفٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر حج کا مہینہ ہو
 وہ وقت خدا لائے، دیدارِ مدینہ ہو
 دل خوبِ محبتا ہے
 طیبہ کی زیارت کو، جب کوئی نکلتا ہے
 بچپاں مرے آقا!
 بلوائیے طیبہ میں، ہر سال مرے آقا
 ارمان ہے سینے میں
 بن جائے سبب کوئی، موت آئے مدینے میں
 ہر درد کا چارا ہے
 بس نامِ محمد ہی، ذکھیوں کا سہارا ہے
 جھولی کو زرمیا بھر دو
 بگڑی مری بن جائے، اک پشمِ کرم کر دو

شب کلثتی ہے آہوں میں
 اک عمر ہوئی آقا، بیٹھے ہوئے راہوں میں
 کب دید کراؤ گے
 بے چین نگاہوں کی، کب پیاس بجھاؤ گے
 رحمت کے اشارے ہوں
 اے کاشِ دمِ رخصت، آقا کے نظارے ہوں
 مخور گھٹاؤں کی
 کیا بات ہے اے عارف! طیبہ کی فضاوں کی

الْحَمْدُ لِلّٰهِ
شَرِيكَ دُورَانِ

رسول پاک کی نعمتیں سنانا ہم نہ چھوڑیں گے
خدائے لمبیل کو یوں منانا ہم نہ چھوڑیں گے

یہیں سے ہم نے پائی دوستو! دنیا بھی عقیلی بھی
حبابِ کبریا کا آستانہ ہم نہ چھوڑیں گے

انہی کا دستِ رحمت نعمتیں تقسیم کرتا ہے
دری سرکار پر دامن بچانا ہم نہ چھوڑیں گے

حقیقت میں ہے ان کا عشق، ہی سب سے بڑی دولت
زمانہ چھوٹ جائے یہ خزانہ ہم نہ چھوڑیں گے

یونہی کرتے رہیں گے قلب کی تسلیم کا سامان
تمہاری یاد میں رو نازلانا ہم نہ چھوڑیں گے

تمہارا ذکر تو آقا ہے شامل اپنی گھٹی میں
تمہارے نام کے ڈنکے بجانا ہم نہ چھوڑیں گے

کوئی مشکل ہو، مشکل میں مدد کے واسطے عارف
نہ چھوڑیں گے وہ آنا اور عملانا ہم نہ چھوڑیں گے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ
صَلَوةُ الرَّسُولِ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَامٌ

نظر میں بچتی نہیں ماہتاب کی صورت
ہے نقشِ دل میں رسالتِ مآب کی صورت

نبی کے اسمِ گرامی سے ہو گئی تسلیم
ہوئی جو پیدا کبھی اضطراب کی صورت

ہے حرفِ حرفِ محبت، ورق ورقِ رحمت
ہے ان کی ذات و فنا کے نصاب کی صورت

یہ کائنات سجائی گئی انہی کے لیے
وہ ساری خلق میں ہیں انتخاب کی صورت

مجھے تمازتِ غم کی نہیں کوئی پرواہ
ہے سر پر آپ کی رحمت سحاب کی صورت

لحد بنے گی جمالِ نبی کا گھوارہ
نکل سکے گی نہ ہرگز عذاب کی صورت

میں اُن کی نعمت کی خوبیوں لیے زمانے میں
مہک رہا ہوں چمن میں گلاب کی صورت

متلاوتِ رُخِ احمد ہے مشغله میرا
وہ سامنے ہیں مقدس کتاب کی صورت

انہی کے دم سے ہے روشن خیال کی دنیا
انہی بکے دم سے منور ہے خواب کی صورت

انہی کے واسطے جینا بھی اور مرننا بھی
وہ میری زیست کے لُبِ لُباب کی صورت

نہ کچھ بگاڑ سکیں مشکلیں برا عارف
رہے نگاہ میں پیغم جناب کی صورت

الصلوة
صلوة وسلام

بڑا پُر خطا ہوں، کرم چاہتا ہوں
شفاعت، شفیعِ امم! چاہتا ہوں

بنالیں مجھے اپنے در کا بھکاری
نہ سطوت نہ جاہ و حشم چاہتا ہوں

اے سرکارِ عالی! دو عالم کے والی
رہے دو جہاں میں بھرم چاہتا ہوں

میں ہر سال پاؤں شرف حاضری کا
کچھ اسباب ایسے بھرم چاہتا ہوں

کبھی سبز گنبد کی پاؤں زیارت
کبھی ہو طوفِ حرم چاہتا ہوں

شہا! عالمِ نزع طاری ہو جس دم
رہے سرتے در پہ خم چاہتا ہوں

سُناوں سُنوں اور لکھوں میں عارف
شائے نبی دم بہ دم چاہتا ہوں

الْعَلِيُّ وَالْمُنْزَلُ
صَلَوةُ عَلَيْهِ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ

سکونِ دل حضور ہیں، قرارِ جان حضور ہیں
ڈھوں کی دھوپ میں کرم کا سائبان حضور ہیں

شفیق ہیں کریم ہیں رووف ہیں رحیم ہیں
انہیں بے کسان شفیع عاصیاں حضور ہیں

تقریبِ نبی ہے اصل میں تقریبِ خدا
و ہیں وہیں خدا بھی ہے جہاں جہاں حضور ہیں

میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ نعت کا ادیب ہوں
مرا سخن حضور ہیں، مرا بیان حضور ہیں

وہ سرگن فکاں بھی ہیں وہ رحمتِ جہاں بھی ہیں
تمام کائنات میں روں دواں حضور ہیں

وہی ہیں عارفِ حزیں مری نجات کے امیں
ہر ایک امتحان میں مری اماں حضور ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کی نعمتیں بصد عقیدت لبوں پہ اپنے سجائے رکھئے
ملے گی ہر گام کا مرانی، انہی کو من میں بسائے رکھئے

ہمومِ دنیا کی دھوپ میں ہم پہ اپنی رحمت کے سائے رکھئے
ہمیں جہاں کی ہر ایک آفت ہر اک بلا سے بچائے رکھئے

بچا کے در در کی ٹھوکروں سے مصیبتوں سے اذیتوں سے
رسولِ اکرم! ہمیں سدا اپنے در کا منگتا بنائے رکھئے

نہ ظلمتوں سے پڑے گا پالا، رہے گا مرقد میں بھی اجالا
دلوں میں سرکار کی محبت کے دیپ ہر دم جلائے رکھئے

یہی تقاضہ ہے عاشقی کا، یہی طریقہ ہے بندگی کا
شہرِ مدینہ کی رہ گزاروں میں اپنی پلکیں بچھائے رکھیے

یہیں پہ بیٹھے ہوئے ملے گامزہ مدینے کی حاضری کا
جو گنبدِ سبز کا مسلسل خیالِ دل میں جمائے رکھیے

یہی ہے اصلِ حیات بے شک، اسی سے ہو گی نجات بے شک
غم نبی کے سوائے عارف، ہر ایک غم کو بھلائے رکھیے

اللهم شرلم
صلح و آمن

اک کرب کا عالم طاری ہے، سرکار مدینے بلوائیں
بے چنی ہے بے زاری ہے، سرکار مدینے بلوائیں

ہر کوئی یہاں بیگانہ ہے اخلاص فقط افسانہ ہے
خود غرضی ہے عیاری ہے، سرکار مدینے بلوائیں

ہے کون ہمارا دنیا میں، جائیں بھی تو کس کی چوکھٹ پر
اک آپ سے ہی دلداری ہے، سرکار مدینے بلوائیں

بے کیف ہے دل بے تاب نظر، کائے نہیں کلتے شام و سحر
اب لمحہ لمحہ بھاری ہے، سرکار مدینے بلوائیں

لے جائے مرا پیغام کوئی، اب اور نہیں ہے کام کوئی
اک عرض لبوں پر جاری ہے، سرکار مدینے بلوالیں

دربارِ جناب حضرت کا، اُس منبع فیض و عنایت کا
عارف بھی ایک بھکاری ہے، سرکار مدینے بلوالیں

صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

تجھ سا محبوب کوئی رب نے بنایا ہی نہیں
اوچِ معراج کسی اور نے پایا ہی نہیں

کیوں نہ میں صبح و مساتیرے قصیدے گاؤں
خُوتَرے قلب و نظر کو کوئی بھایا ہی نہیں

ہو گیا جو ترے دامانِ کرم سے منسوب
اس کو پھر گردشِ دوراں نے ستایا ہی نہیں

نُھولے بیٹھے ہیں اُسی محسن و غم خوار کو ہم
عمر بھر جس نے کبھی ہم کو بھلایا ہی نہیں

ان کے دربار کی تصویر بھی ہے ہر دم
اور نقشہ کوئی آنکھوں میں سمایا ہی نہیں

جانتے ہیں وہ گزرتی ہے جو دل پر عارف
قصہ درد بھلے ان کو سنایا ہی نہیں

الصلح و الہم

کسی بستی میں ملتا ہے نہ دیرانے سے ملتا ہے
سکون ان کے تصور ہی میں کھو جانے سے ملتا ہے

ہر اک آفت، ہر اک مشکل، ہر اک سختی سے چھٹکارا
پناہِ دامنِ سرکار میں آنے سے ملتا ہے

انہی کے بھر میں رونا، مچلنا، سسکیاں بھرنا
مزہِ یادِ نبی میں دل کو تڑپانے سے ملتا ہے

نہ واعظ سے، نہ قاضی سے، نہ حاجی سے، نہ غازی سے
پتہ ان کی گلگی کا ان کے دیوانے سے ملتا ہے

کہیں ملتا نہیں وہ کیف جو آقا کی گلیوں تک
خیالوں ہی خیالوں میں پہنچ جانے سے ملتا ہے

مرے حالات پر بھی ایک رحمت کی نظر آقا!
کہ سب کچھ آپ ہی کے لطف فرمانے سے ملتا ہے

کہاں پاؤ گے ایسا لطف عارف قادری! جیسا
حضوری میں مسلسل اشک برسانے سے ملتا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم

یا نبی! میرا مقدر بھی جگانا ہو گا
مجھ کو بھی اپنے مدینے میں بُکانا ہو گا

میں بھی ہوں طالب دیدار مجھے بھی آقا
اپنے دیدار کا اک جام پلانا ہو گا

دل کی اک روز یہ حضرت بھی نکل جائے گی
شہرِ محبوب میں اپنا بھی ٹھکانا ہو گا

اس کو ہر نعمت کوئی نیں میسر ہو گی
جس کے دامن میں ترے غم کا خزانہ ہو گا

گر تمنا ہے کہ مل جائے حیاتِ ابدی
عشقِ سرکار میں ہستی کو مٹانا ہو گا

کب مجھے گنبدِ خضری کی زیارت ہو گی
کب کرمِ مجھ پہ شہنشاہِ زمانہ! ہو گا

دین و دنیا میں بھلائی کا یہی رستہ ہے
خود کو سرکار کی سنت پہ چلانا ہو گا

جانے والو! ہو مبارک تمہیں طیبہ کا سفر
اک نہ اک روز تو عارف بھی روانہ ہو گا

الْعَمَّامُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بارگاہِ مصطفیٰ کی بات ہی کچھ اور ہے
ان کے در پر التجا کی بات ہی کچھ اور ہے

ہر گھری رہتا ہے۔ جاری سلسلہ خیرات کا
آپ کے دستِ عطا کی بات ہی کچھ اور ہے

ما نگتا ہوں کوچہ محبوب میں اپنی قضا
اس دعا و مدعای کی بات ہی کچھ اور ہے

آپ کے پیارے اویں اور آپ کے پیارے بلاں
عاشقانِ باوفا کی بات ہی کچھ اور ہے

آپ کا لطف و نکرم ہوتا ہے فوراً دشگیر
قلب سے نکلی صدای کی بات ہی کچھ اور ہے

آپ جس کو سن کے خود بخشیں توجہ کا شرف
ایسی توصیف و شنا کی بات ہی کچھ اور ہے

پاؤ گے اللہ کی طاعت کا اے عارف ثواب
طاعتِ خیرالوری کی بات ہی کچھ اور ہے

الخطاط
صلح و نور

روضہ احمد مختار بڑا پیارا ہے

نقشہ گنبد و مینار بڑا پیارا ہے

ایک میلہ سا لگا رہتا ہے دیوانوں کا

میرے سرکار کا دربار بڑا پیارا ہے

خوب ہوتی ہے بصارت کو طہارت حاصل

آپ کے شہر کا دیدار بڑا پیارا ہے

زندگی نور سے بھر پور بنانے کے لئے

اسوہ سید ابرار بڑا پیارا ہے

ہر مصیبت میں مری داد رسی فرمائی
میرا حامی، مرا غم خوار بڑا پیارا ہے

خُسن ہی خُسن، بہاریں ہی بہاریں ہر سو
ارض طیبہ کا چمن زار بڑا پیارا ہے

رب کو بندے کا دری یار پہ حاضر ہو کر
اپنے ہر جرم کا اقرار بڑا پیارا ہے

تو نے اشکوں میں سنا ڈالی کہانی عارف
تیرے جذبات کا اظہار بڑا پیارا ہے

صلح و شکر

خود ہی طوفان نے اسے پار اٹا را ہو گا
جس نے منجدھار میں آقا کو پکارا ہو گا

کب بھلا وہ کسی میدان میں ہارا ہو گا
جس کے ہوتوں پہ ترے نام کا نعرہ ہو گا

جس قدر ہیں مرے اللہ کو سرکار عزیز
اس قدر کون کسی کو کوئی پیارا ہو گا

نزع میں، قبر میں، محشر میں سہارا اپنا
ہو گا کوئی تو حلیمه کا ڈلارا ہو گا

آل و اصحابِ محمد کی ہے الفت دل میں
کبھی گردش میں ہمارا نہ ستارا ہو گا

لاقت پیشِ خدا بس وہی گھڑیاں ہوں گی
جنہیں یادِ شہرِ بطحہ میں گزارا ہو گا

وہی پا جائے گا کونین کی دولت جس نے
اپنا سب کچھ تربے نعلیں پہ وارا ہو گا

کیا لبھائیں گے اُسے اور مناظر عارف
جس کی نظروں میں مدینے کا نظارہ ہو گا

الحمد لله رب العالمين
صلوة الله وسلامه

دو جگ میں ذی شان ہوئے

جو ان پر قربان ہوئے

اُن پر درود پاک پڑھا

مشکل کام آسان ہوئے

پہنچے ان کی چوکھت پر

پورے آج ارمان ہوئے

ماں گنے والے اُس در کے

شah بنے، سلطان ہوئے

اپنا پرایا کب دیکھا
سب پر ہی احسان ہوئے

عشقِ نبی کی جوت جگی
جینے کے امکان ہوئے

آن کے قصیدے ابے عارف
بخشش کا سامان ہوئے

صلح و امن

تیری چاہت کو دل وجہ میں بسا کر عارف
کتنا خوش ہے تری دلیز پہ آ کر عارف

بڑی عزت بڑی توقیر ملی، نام طلا
نام سرکار کا ہونٹوں پہ سجا کر عارف

کون ہے تیرے سوا میرا مددگار و معین
حال غم اور سنائے کسے جا کر عارف

پا گیا ہوں درِ دولت سے گھبر بخشش کے
یادِ سرکار میں اشکوں کو بہا کر عارف

دل یہ کہتا ہے کہ سرکار ہیں آنے والے
ابھی رکھنا یونہی پلکوں کو بچھا کر عارف

اب کسی شے کی تمنا نہ کوئی حاجت ہے
پالیا ہم نے تو سب کچھ انہیں پا کر عارف

صبر کر اتنا اداس اور پریشان نہ ہو
وہ نوازیں گے تجھے در پہ بلا کر عارف

صلح دار

اپنے عشق کا سرورِ انبیاء، بخت خفہ جگائیں تو کیا بات ہے
کب سے نظریں ہیں دیدار کی منتظر، آپ جلوہ دکھائیں تو کیا بات ہے

شیر طیبہ جو قسمت سے جانا ملے، کوئی اے کاش ایسا بہانہ ملے
مستقل ان کے در پڑھانا ملے، لوٹ کر ہم نہ آئیں تو کیا بات ہے

رکھیں ملحوظ آداب دربار کو، کام میں لا ایں ہرگز نہ گفتار کو
آنسوؤں کی زبانی ہی سرکار کو، حال اپنا سنائیں تو کیا بات ہے

شاہ بطمکے جلووں میں کھو جائیں ہم، لسی فناں کی ہستی میں ہو جائیں ہم
نیند سے جب بھی جائیں یا سوچائیں ہم سامنے ان کو پائیں تو کیا بات ہے

ڈور ہو جائے ہر ایک خوف و خطر، چار سو نقشہ خلد آئے نظر
قبر میں خیر سے ہوں میسر اگر، اُس گلی کی ہوا میں تو کیا بات ہے

عارف بے نوا بندہ پر خطا، ہے گدائے در دلبر کبria
روزِ محشر خدا سے حبیب خدا، اس کو بھی بخشوا میں تو کیا بات ہے

الْفَوْزُ لِلْمُتَّقِينَ
صَلَوةً وَسَلَامًا

تمہارا ذکر ہی بھائے، تو بات بنتی ہے
اسی میں جان بھی جائے تو بات بنتی ہے

سوائے والی کونیں کے نگاہوں میں
نہ کوئی اور سمائے تو بات بنتی ہے

یہ ہر گھڑی کا سکون بھی ہے اک پریشانی
نبی کی یاد ستائے تو بات بنتی ہے

بوقتِ نزع شاخوانِ مصطفیٰ کوئی
جو ان کی نعمت سنائے تو بات بنتی ہے

طلب کیا ہے نبی نے مجھے مدینے میں
کوئی پیام یہ لائے تو بات بنتی ہے

تمہارا عارفِ بے کل شہا مدینے سے
پلٹ کے گھر کونہ آئے تو بات بنتی ہے

اللهم
صلحْ وَاهْ

سرورِ کون و مکان کی بات ہی کچھ اور ہے
بادشاہِ انس و جاں کی بات ہی کچھ اور ہے

ہوں گے دنیا میں مقاماتِ دل آراء اور بھی
مصطفیٰ کے آستان کی بات ہی کچھ اور ہے

وہ سماں ، وہ نور ، وہ منظر کہیں ملتا نہیں
اُس زمیں، اُس آسمان کی بات ہی کچھ اور ہے

ہر پیغمبر کا مقام و مرتبہ اپنی جگہ
پیشوائے مرسلان کی بات ہی کچھ اور ہے

کام آتا ہے نبی کا نام ہی آلام میں
رحمتوں کے سائبان کی بات ہی کچھ اور ہے

اُن کی چاہت، اُن کی حسرت، اُن کی الْفَت، اُن کی دُھن
مُدعاۓ عاشقان کی بات ہی کچھ اور ہے

کر دیا مسحور سبِ محفل کو عارف آپ نے
آپ کے طرزِ بیان کی بات ہی کچھ اور ہے

صلی اللہ علیہ وسالم
صلی اللہ علیہ وسالم

سائل کوئی ناکامِ تمنا نہیں جاتا
چوکھٹ سے تری کس کو نوازا نہیں جاتا

بے سوز ہے، بے نور ہے، ویراں ہے وہ سینہ
جو تیری محبت سے بسا یا نہیں جاتا

کیوں وقف نہ ہو سرورِ عالم کے لیے دل
یہ مال کسی اور کو سونپا نہیں جاتا

تودیکھ لے پھیلا کے دری شاہ پہ جھوٹی
دیتے ہیں وہ اتنا کہ سنبھالا نہیں جاتا

عُشاق پہ بس ایک وہی سخت گھڑی ہے
جاتے ہیں مدینے میں تو لوٹا نہیں جاتا

کیفیتِ دل مجھ سے بیاں ہو گی نہ عارف۔
جذبات کو اشعار میں ڈھالا نہیں جاتا

الحمد لله رب العالمين
صلوة الله وسلامه

خود کو دنیا کے عذابوں سے نکال آیا ہے
اپنی ہستی تری چوکھٹ پہ جو ڈال آیا ہے

جب سے پالا ہے غمِ عشقِ محمدِ دل میں
زندگی میں نہ کوئی رنج و ملاں آیا ہے

کوئی ہم پا یہ نہ ثانی نہ مماشیں اُس کا
بن کے کوئین میں آپ اپنی مثال آیا ہے

جب بھی مائی ہے محمد کے ذیلے سے دعا
کبھی خالی نہ مراد سب سوال آیا ہے

خپ سلطانِ مدینہ ہی بڑی دولت ہے
خوش نصیبی ہے جو حصے میں یہ مال آیا ہے

پھر گیا نقش نگاہوں میں ترے گوچے کا
دل میں جس وقت بھی جنت کا خیال آیا ہے

تیرے رستے سے ہی ڈوزی کے سبب ہے آیا
قوم پہ جب بھی کبھی کوئی زوال آیا ہے

کردے عارف کو غمِ دہر سے آزاد شہا!
تیری چوکھٹ پہ یہ زخموں سے نڈھال آیا ہے



ہم پے اللہ کا کتنا ہے کرم دیکھو تو
ہم ہیں مذلِ شہنشاہِ اُمم دیکھو تو

اسمِ محبوبِ خدا ہونٹوں پے آیا ہی تھا
پل میں کافور ہوئے رنجِ الْم دیکھو تو

عشقِ سلطانِ مدینہ بھی ہے کیا نعمتِ خاص
ہر گھڑی دل کو ہے اک کیف بہم دیکھو تو

ہم تصور ہی تصور میں کہاں آ پہنچے
سامنے اپنے ہے طیبہ کا حرم دیکھو تو

بخشو اکر بمرے آقانے خدا سے مجھ کو
رکھ لیا حشر میں میرا بھی بھرم دیکھو تو

مدحت شہ کی بدولت ہے میر عارف
کس قدر عزت و توفیر و حشم دیکھو تو

صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذہن سے محوجتی نعت نہیں ہو سکتی
ہم سے تو ہیں خیالات نہیں ہو سکتی

زندگی جس کی گزرتی ہے تری چاہت میں
پست اُس کی کبھی اوقات نہیں ہو سکتی

بھیجا رہتا ہے تجھ پر جو درود اور سلام
کسی میداں میں آسے مات نہیں ہو سکتی

دل بے چین تو ہو، دیدہ مشتاق تو ہو
کون کہتا ہے ملاقات نہیں ہو سکتی

الفیت سید ابرار سے خالی دل پر
رحمت و نور کی برسات نہیں ہو سکتی

ذاتِ احمد کا وسیلہ جو ہو شامل عارف
رد کسی طور مناجات نہیں ہو سکتی

صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کا جمال واہ وا
نورِ ذوالجلال واہ وا

حق پہ وار دی ہر ایک نے
مصطفیٰ کی آل واہ وا

مرحباً! محبت اویس
اُلفت بلال! واہ وا

اذن رب سے جانتے ہیں وہ
سب کے دل کے حال واہ وا

مصطفیٰ سوار کیا ہوئے
اوٹنی کی چال واہ وا

بن گئے حضور کے غلام
پالیا کمال واہ وا

اُن کی یاد میں ہوئے بسر
میرے ماہ و سال واہ وا

عارف اُن کے نام سے ہوا
پوزا ہر سوال واہ وا

اللَّهُمَّ إِنِّي
أَسْأَلُكُ الْكَوَافِرَ

محبوب نگر دلبر و دلدار، مدینہ
اللہ کی قدرت کا ہے شہ کار، مدینہ

کیوں کر ہو کسی غیر کی چوکھٹ سے تعلق
ہم پر ہے بہر آن کرم بار، مدینہ

ہے اس کی فضاؤں میں عجب کیف کا عالم
رکھتا ہے دل و روح کو سرشار، مدینہ

اے کاشن گہر چھٹ جائے زمانے کا ہر آزار
اپنا ہی بنا لے ہمیں بیار، مدینہ

ہے قلب کی درخواست، نگاہوں کی گزارش
سرکار! مدینہ، مرے سرکار! مدینہ

سرکار کی مددحت کا یہ فیضان ہے عارف
دیکھ آیا ہے مجھ سا بھی گنہ گار، مدینہ



اس طرح آئینہ دل کی جلا کرتے رہو
ہر گھری یا مصطفیٰ یا مصطفیٰ کرتے رہو

زیست کے بے کیف لمحے جاں فراہو جائیں گے
دم بہ دم سرکار کی مدح و شنا کرتے رہو

دو جہاں میں خود بھی عالی مرتبہ ہو جاؤ گے
تم محمد کی بیاں شانِ علیٰ کرتے رہو

ایک نہ اک دن زیارت سے نوازیں گے ضرور
آن کے در پر پیش اپنی التجا کرتے رہو

نزع میں بھی سرورِ دیں کی شنا کرتا رہوں
میرے حق میں بس یہی حق سے دعا کرتے رہوں

قبر ہو جائے گی عارفَ مثلِ گل زارِ بہشت
اتباع اسوہ خیرالورثی کرتے رہوں

صلح و آنونیم

کاش ! طبیبہ نگر گیا ہوتا
پھر اُسی در پہ مر گیا ہوتا

اے جہاں کو نواز نے والے
میرا کاسہ بھی بھر گیا ہوتا

اس طرف سے بھی بادِ رحمت کا
کوئی جھونکا گزر گیا ہوتا

بحیر غم میں پکارتا ان کو
پار پل میں اتر گیا ہوتا

آپ ہوتے نہ دشگیر اگر
کام طوفان کر گیا ہوتا

آپ ہی نے سمیٹ رکھا ہے
ورنہ عارف بکھر گیا ہوتا

(صلی اللہ علیہ وسلم)

چھوڑ کر سارا جہاں، کوچے میں اُن کے آبا
زیر پا ہے آسمان، کوچے میں اُن کے آبا

ہو گیا ہے فضلِ مولا سے مرا دشیتِ حیات
گلستان ہی گلستان، کوچے میں اُن کے آبا

رنج سے، ذکہ سے، مصائب سے، غم و آلام سے
میں گئی مجھ کو اماں، کوچے میں اُن کے آبا

ہورہی ہے جن کے در سے ایک خلق تفیض یاب
لے کے میں بھی نذرِ جاں، کوچے میں اُن کے آبا

کس قدر ہے میری قسم کا ستارا اوج پر
جو ہیں شاہِ مُرسلان، کوچے میں ان کے آبسا

دولتِ تسلیم عارف ہو گئی حاصل نجھے
سرپر ہے اک سائبان، کوچے میں ان کے آبسا

اللهم
صلح وارثي

آپ کے کوچے کی پاکیزہ ہواں کو سلام
آپ کے دربار کی دلکش فضاؤں کو سلام

مجھ سے عاصی پر بھی ہیں لطف و کرم کی بارشیں
اُن کے فیض، اُن کی سخا، اُن کی عطاوں کو سلام

گلشنِ ہستی ہے ان کے دم قدم سے پُر بہار
کوچہ سرکار سے آتی ہواں کو سلام

واردی ناموں آقا پر جنہوں نے زندگی
اُن وفادارانِ آقا کی وفاوں کو سلام

فوراً آجاتا ہے ان کا بحر رحمت جوش پر
میرے آقا کے گداوں کی صداوں کو سلام

اس نگر کے ہر کبوتر کے لئے دل سے خلوص
اس فضا میں اڑنے والی فاختاؤں کو سلام

آپ کے سب شاعروں اور سب شاخوانوں کی خیر
آپ کی توصیف میں لکھی شاؤں کو سلام

ہو رہا جن سے اے عارف منور گل جہاں
مصطفیٰ نے سبز گنبد کی ضیاؤں کو سلام

صلح و سلام

اے شہر دوسرا! تم پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ مجتبی! تم پہ لاکھوں سلام

مشکلوں میں گرا ہوں مدد کیجیے
میرے مشکل کشا! تم پہ لاکھوں سلام

رات دن ہر گھری تم پہ بے حد درود
اور صبح و مساعت تم پہ لاکھوں سلام

افتخارِ رسول ، اے شہنشاہِ گھل
اے حبیبِ خدا! تم پہ لاکھوں سلام

مُل گئی ہر بلا جب سے ہے سچ گیا
لب پہ صلنِ علی، تم پہ لاکھوں سلام

میرے سرکار تا عمر کرتا رہوں
میں تمہاری شنا، تم پہ لاکھوں سلام

مرتے دم بھی رہوں آپ کی شان میں
یونہی مدح سرا، تم پہ لاکھوں سلام

عارف بے نوا لاکھ ہے پُر خطا
ہے تمہارا گدا، تم پہ لاکھوں سلام

تفضیل بر سلام امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

دو جہاں کی صبحات پہ لاکھوں سلام
 پیکرِ نور و نکہت پہ لاکھوں سلام
 منبع فیض و برکت پہ لاکھوں سلام
 مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
 شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
 رونقِ ہر دو عالم ہے جن کا وجود
 جو کہ ہیں زینتِ محفلِ ہست و بود
 شانِ جن کی بڑھاتا ہے ربِ درود
 میر چرخِ نبوت پہ روشن درود
 گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جو سراپا عطا ہیں سراپا کرم
 جن کے دم سے ہے قائم ہمارا بھرم
 مصطفیٰ، مجتبیٰ، محتشم، محترم
 شہر یارِ ارم، تاجدارِ حرم
 نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
 سرورِ دین و دنیا پہ دائم درود
 سب کے آقا و مولا پہ دائم ذرود
 زینتِ عرشِ اعلیٰ پہ دائم درود
 شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
 نوشہر بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
 حسن ہی حسن جس کا سراپا رہا
 دیکھنے والا سو جاں سے شیدا رہا
 سب پہ لطف و کرم جس کا شیوه رہا
 جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
 اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس کے در پر زمین وزماں خم رہیں
 جس کی چوکھٹ پہ ہفت آسمان خم رہیں
 کیا مکاں اور کیا لامکاں خم رہیں
 جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
 اس سر تاج رفتت پہ لاکھوں سلام
 چھٹ گئی تیرگی، ابھرا طیبہ کا چاند
 کھل اٹھی زندگی، نکلا طیبہ کا چاند
 خلق شاداں ہوئی، پایا طیبہ کا چاند
 جس سہانی گھڑی، چپکا طیبہ کا چاند
 اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
 مجھ سے عاجز کی ہمت پہ لاکھوں درود
 مجھ سے مسکیں کی ثروت پہ لاکھوں درود
 مجھ سے عاصی کی عزت پہ لاکھوں درود
 مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں درود
 مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

جس کے قبضے میں ہیں آسمان و زمین
 کوئی شے جس کی نظروں سے پہاں نہیں
 جس کو رب نے کیا شاہِ دنیا و دیں
 عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
 اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

 جن کے صدقے میں پیدا ہوئے بحروف
 جو ہیں فخرِ اُرسل اور خیرِ البشر
 حق نے بخشے جتھیں مجڑے بیش تر

 صاحبِ رجعتِ شمس و شقِ القمر
 نائبِ وستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

 قلب و جاں کی تمنا پہ بے حد درود
 رنج و غم کے مداوا پہ بے حد درود
 نعمتِ حق تعالیٰ پہ بے حد درود

 ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
 ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

کون دربارِ احمد کا پالا نہیں
 کہیے آقا نے کس کو نوازا نہیں
 کس کی جھولی میں اس در کا مکڑا نہیں
 ایک میرا، ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
 شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
 وہی بے کس کے کس، سب کے فریادرس
 وہی بے بس کے بس، سب کے فریادرس
 ہر گھری ہر نفس، سب کے فریادرس
 خلق کے دادرس، سب کے فریادرس
 کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام
 عظمتِ واٹھی رو پہ بے حد درود
 شانِ والیل گیسو پہ بے حد درود
 ان کی بے مثل خوبیو پہ بے حد درود
 الغرض ان کے ہر مو پہ بے حد درود
 ان کی ہر خوشی خصلت پہ لاکھوں سلام

کیا بھلا شانِ نطقِ گرامی کہیں
کوئی بھی بات سرکار جب بھی کہیں
در حقیقت کلامِ الٰہی کہیں
وہ زبان جس کو سب گن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
جس کی تعلیم سے انقلاب آگیا
تھا جو نافہم ذی فہم و دانا ہوا
دینِ اسلام کا جس نے چڑھا کیا
وہ دہن جس کی ہربات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
چشم مازاغِ خیرِ الورتی پر درود
ناظرِ شانِ ربِ العالی پر درود
دیکھنے کی نرالی ادا پر درود
پنجی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اوپنجی بینی کی رفتت پہ لاکھوں سلام

نعمتوں کا خزینہ بھم آگیا
 ہاتھ منگتے کے بانگِ ارم آگیا
 جوش پر ابرِ جو دو کرم آگیا
 جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
 اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
 مرحا شانِ داتا، غنی کر دیا
 بے طلب اتنا بخشنا، غنی کر دیا
 تھا پرایا کہ اپنا، غنی کر دیا
 ہاتھ جس سمت اٹھا، غنی کر دیا
 موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام
 ساری دنیا ہے ممنونِ شاہِ ہدی
 جملہ مخلوق کا ہے وہی پیشووا
 بلکہ کہیے اُسے مالکِ دوسرا
 جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
 اس سزاۓ سیادت پہ لاکھوں سلام

ان پر روشن بہر آن ہے سب کا حال
 اس قدر ہے نبی کو ہمارا خیال
 آگیا ہم پر جس دم بھی کوئی زوال
 عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
 ناخنوں کی بشارت پر لاکھوں سلام
 غم سے ہلاکان ہوتے ہوئے ہنس پڑیں
 آن میں بخت سوتے ہوئے ہنس پڑیں
 کشتی جاں ڈبوتے ہوئے ہنس پڑیں
 جس کی تسلیم سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
 اس تبسم کی عادت پر لاکھوں سلام
 اک اشارنے سے مکونے قمر کے کریں
 اور چاہیں تو سورج کو بھی پھیر لیں
 حکم کرویں تو اشجار بھی چل پڑیں
 نور کے چشمے لہرائیں دریا بیہیں
 انگلیوں کی کرامت پر لاکھوں سلام

ان کے نعلین بھی ہیں بڑے محترم
 عرش پر بھی گئے مصطفیٰ کے قدم
 عظمت پائے اقدس کے قربان ہم
 کھائی قرآن نے خاکِ گزر کی قسم
 اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام
 وہ سمجھتے ہیں لاریب سب کی زبان
 کون ہے جس کی ان تک نہ پہنچی فغان
 اللہ اللہ ان کی سماعت کی شان
 دور وزدیک کے سننے والے وہ کان
 کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
 مہرومه بھی ضیا جس سے پانے لگے
 جس سے دیوار و در جھلملانے لگے
 چار سو جس کے انوار چھانے لگے
 جس سے تاریکِ دل جگگانے لگے
 اس چمکِ والی رنگت پہ لاکھوں سلام

بحرِ طوفان سے کس کو نکالا نہیں
 کس پریشان کو بخشا سہارا نہیں
 کون ہے جس کو اس نے سنپھالا نہیں
 جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
 ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام
 شاہِ کونین کی واجبی سی غذا
 جانتے تھے وہ کیا ہے حقیقی غذا
 یادِ حق ہی میں پنپاں تھی ان عکی غذا
 گل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
 اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
 ناتا کب ہے مد ب بات ان کی کوئی
 بخشوا لیں گے سب کو ہی پیارے نبی
 کہہ رہے ہیں محبت سے سب امتی
 جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھج کر بندھی
 اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

دید کے کر رہا ہے تقاضے کوئی
 پا رہا ہے سرِ عرش جلوے کوئی
 شانِ محبوبیت کیا بتائے کوئی
 کس کو دیکھایہ موسیٰ سے پوچھئے کوئی
 آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
 ہو گیا جو فدا رُوئے سرکار پر
 اس کی قسمت پہ قربان فتح و ظفر
 پا گیا نسبتِ مصطفیٰ کا شمر
 جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر
 اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام
 جس نے حقِ رفاقت ادا کر دیا
 اپنا سب کچھ نبی پہ نچھاور کیا
 وہ ابو بکر ذی شان وذی مرتبہ
 سایہِ مصطفیٰ ، مایہِ اصطفا
 عزو نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر، نام ہی جس کا ہے پُرا شر
 وہ عمر، جس سے بھاگیں شری اور شر
 وہ عمر، گشۂ عشقِ خیرِ البشر
 وہ عمر، جس کے اعداء پہ شیدا سفر
 اس خدادوست حضرت پہ لاکھوں سلام
 فخر و نازِ حیا ذاتِ عثمان غنی
 چاہتے تھے بہت جن کو میرے نبی
 جن کی زہد و وَرَع میں کئی زندگی
 دُرِّ منثور قرآن کی سلک بھی
 زوبِ ج دو نورِ عفت پہ لاکھوں سلام
 باعثِ خیر ہے جس کا ذکرِ حسین
 جس کی چوکھٹ کا صدقہ ہے خُلدِ بریں
 آسمانِ ولایت کا میرِ مبین
 مرتضیٰ شیرِ حق ، اشجاع الاجمعین
 ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

حق تعالیٰ کی قربت کا مژده ملا
 مصطفیٰ کی رفاقت کا مژده ملا
 خاص لطف و عنایت کا مژده ملا
 وہ دسوں جن کو جنت کا مژده ملا
 اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام
 وہ نواسہ دو عالم کے سردار کا
 وہ جگر گوشہ سیدہ فاطمہ
 نورِ پشم جناب علی مرتضی
 وہ شہید بلا ، شاہ گلگوں قبا
 بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام
 جگ میں مشہور ہے جن کے گھر کی سخا
 ناز اٹھاتے تھے جن کے حبیب خدا
 جن کو شیر بھی کہہ کر پکارا گیا
 حسن مجتبی سید الائخیا
 راکبِ دشِ عزت پہ لاکھوں سلام

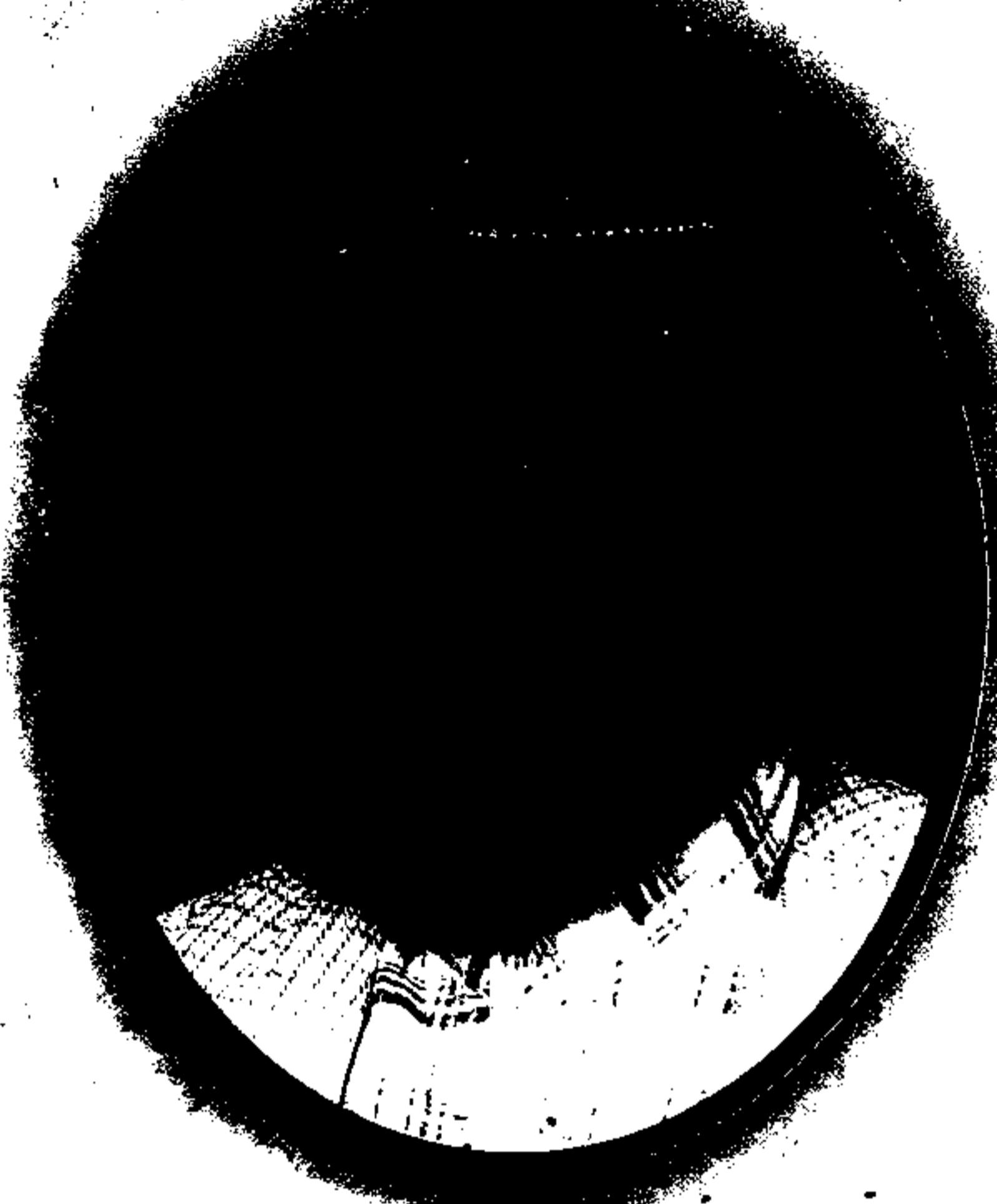
حق سے حاصل ہوئی جن کوشانِ علی
 جن کے القاب ہیں طاہرہ زاکیہ
 یعنی حسین کی والدہ ماجده
 وہ بتولِ جگر پارہِ مصطفیٰ
 جملہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
 واہ رتبہ شہنشاہِ بغداد کا
 جو کہ ہیں سید و نبی و اولیاء
 چور کو بھی ولایت جو کر دیں عطا
 غوثِ اعظم امامُ اُلقیٰ والُقیٰ
 جلوہ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
 یا الٰہی میں ہوں پنجتن کا گدا
 دل میں ہے حُت پ یاراں خیر الوری
 ہر ولی ہر صحابیٰ مرا مُقتدا
 تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا
 بندہ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام

ان پہ ہر دم رہے رحمتوں کا سحاب
 ذور ہو اے خدا ان سے ہر اضطراب
 وار ہے ان پہ لطف و عنایت کا باب
 بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
 تا ابد اپلست پہ لاکھوں سلام
 ان کے دیدار کا شوق بے حد ہو اور
 ذہن میں زوئے زیبائے احمد ہو اور
 انتظارِ جنابِ محمد ہو اور
 کاش! محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
 بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
 اس تمنا و خواہش کا کہنا ہی کیا
 قلبِ عارف کا بھی ہے بھی مدعا
 جو رضا نے بصد شوق کی ہے دعا
 مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
 مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

نیما خان پ طیبہ گزرن
زا حوالم مُحَمَّد رَا خبرن
بے بیس جان مشاقم بیس جا
فدا سے روضہ خیر الدین رکن

(امام العاشقین مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

Marfat.com



بروزِ حشر یہی کام آئے گی عارف
متاعِ عشقِ پیغمبر ﷺ سنبھال کر رکھنا

المدینہ دارالاشاعت

یوسف مارکیٹ غزنی شریٹ 38 ادو بازار لاہور
042-7320682, 7312801